زخرف
از قلم فاطمہ ادریس
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

زخرف

از قلم

فاطمہ ادریس

www.novelsclubb.com

زخرف از قلم فاطمہ ادریس

قسط نمبر ۴:

وہ ٹیبل کے اوپر سر رکھے نڈھال سی کرسی پر بیٹھی تھی۔ علی مراد نے کھڑکیوں کے پردے ہٹائے تو دھوپ کی سنہری کرنیں سیدھا زخرف کے چہرے پر پڑیں۔اس نے ایک دم آنکھیں میچ لیں۔ علی مراد وہیں کھڑکی کے پاس اونچے سے سٹول پر بیٹھ گیا اور اسے دیکھنے لگا جو دھوپ میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔آج اتوار کا دن تھا اور وہ ناشتہ کر کے سیدھا وہیں آئی تھی۔اس نے گلابی رنگ کا پیروں تک آتا پھولدار فراک پہن رکھا تھا۔ پیروں میں خوبصورت سی گولڈن رنگ کی چپلیں تھیں۔ تھوڑے سے بالوں کو سفید تتلی والی پن میں لگا رکھا تھا باقی کھلے تھے۔وہ آنکھیں کھول کر کسی اداس شہزادی کی طرح کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ علی مراد کو اس پر بے حد ترس آیا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں زخرف، تمہیں مکمل ٹریٹمنٹ کی طرف آنا ہوگا۔" وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے، اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"وہ کیا سوچ رہا ہوگا کہ کتنی پاگل ہوں میں۔" وہ یونہی سر جھکائے باہر دیکھتی بولی۔ علی مراد کی بات تو جیسے اس نے سنی ہی نہیں تھی۔

"پچھلے آدھے گھنٹے سے تم ایک ہی بات دہرائے جا رہی ہو۔ آخر ہے کون وہ، ہاں؟ صرف ایک ہمسایہ ہی نا۔" وہ اس کی بات پر خاموش رہی۔ اس کی خاموشی کو بھانپ کر علی مراد تھوڑا سا آگے کو جھکا۔

www.novelsclubb.com

"کہیں تم اس لڑکے کے لیے فیلنگز تو نہیں رکھنے لگی؟" دھیرے سے بولا۔ اداس شہزادی نے فوراً سر اٹھایا۔ اس کی اداس بھوری آنکھوں میں ایک دم غصہ امڈ آیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو، کہنے سے پہلے سوچ تو لیا کرو۔" اس کی آواز قدرے بلند تھی۔

"تم خود ایسے بیہیو کر رہی ہو۔" علی مراد نے کندھے اچکائے۔

"دیکھو علی، میں یہاں سے کوئی چیز اٹھا کر تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔" اس کے ماتھے پر خفا شکنیں تھیں اور چہرہ کچھ حد تک غصے سے لال ہو گیا تھا۔

"فکر مت کرو، مجھے تم سے کسی ایسی حرکت کی ہی امید ہے لہذا میں اپنی وصیت پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ اور میں نے خاص طور پر لکھا ہے کہ اگر میری یہ کلائینٹ میرا قتل کرتی ہے تو اسے پاگل ہر گز نا سمجھا جائے۔ کم از کم پھانسی کی سزا تو ضرور سنائی جائے۔" زخرف کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی، چہرے پر بے چینی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"او کے مذاق کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اس طرح کیوں سوچ رہی ہو۔" وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"تم نے اس لڑکے سے جو کچھ بھی کہا وہ پینک کرنے کی وجہ سے کہا، اور اب تم مسلسل سوچ رہی ہو کہ وہ تمہیں جج کر رہا ہو گا۔ اور ایسا تم اس لیے سوچ رہی ہو کہ

تم ہمیشہ لوگوں سے یہ گمان رکھتی ہو کہ اگر تم ان سے اپنے دل کی باتیں کہو گی تو وہ یہ سوچیں گے کہ تم ان سے ہمدردی چاہتی ہو، اور تمہیں لوگوں کی اسی سوچ سے خوف آتا ہے۔" زخرف جو اپنی گود میں پڑے پرس سے کھیل رہی تھی اس نے سر اٹھا کر علی مراد کو دیکھا۔ وہ ہمیشہ اس کے اندر کا حال کیسے جان جاتا تھا؟

"لیکن جانتی ہو زخرف حقیقت اس کے بلکل برعکس ہے۔ یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں یہاں ہر انسان اپنے آپ میں مگن ہے۔ یہاں کوئی نہیں سوچتا کہ فلاں شخص نے یہ کیوں کہہ دیا، یہ کیوں کر دیا۔ یہاں لوگ صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔ وہ کسی کے سامنے کیسے بیٹھے تھے، ان کی فلاں بات کا مطلب لوگوں نے کیا لیا ہو گا؟ یہاں ہر انسان صرف یہی سوچتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم نے ٹھیک کیا یا غلط کیا۔ میں بس اتنا کہہ رہا ہوں کہ ہم جو بھی عمل کرتے ہیں، وہ کرنے کے بعد ہمیں آگے بڑھ جانا چاہیے، نا کے مسلسل اسی کے بارے میں سوچتے رہنا چاہیے۔ اس سے ہماری صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل پر سے

www.novelsclubb.com

ٹیبلٹ پکڑا۔اس پر گیم کا ایپ کھلا تھا۔اس نے سکرین پر پلے کا بٹن دبایا تو ایک کارٹون دوڑنے لگا۔ علی مراد نے سکرین زخرف کی جانب کی اور گیم کھیلنے لگا۔ زخرف کی نظریں اس کارٹون پر ٹک گئیں۔

"یہ گیم اس کارٹون کی پوری زندگی ہے۔یہ اسکا روٹ ہے جس پر اسے دوڑتے رہنا ہے۔اس کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں آئیں گی جس کو عبور کر کے اسے صرف آگے بڑھنا ہے۔"اس کے ہاتھ تیزی سے سکرین پر چل رہے تھے۔اس کارٹون کے راستے میں کبھی پتھر آتے تو کبھی کوئی ٹوٹا درخت۔وہ بھاگتا سب کو عبور کرتا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن جانتی ہو اگر یہ آگے بڑھنے کا سوچنے کی بجائے، پیچھے گزری ہوئی چیزوں کے بارے میں سوچنے لگے، فلاں درخت راستے میں کس نے رکھا تھا؟ فلاں رکاوٹ کیوں آئی؟ تو یہی سب سوچتے وہ رک جائے گا، کیونکہ اسکا دماغ گزرے ہوئے وقت پر ٹھہر گیا ہے۔" علی مراد نے انگلیاں سکرین سے اٹھا لیں۔کارٹون کسی شے

سے ٹکرا کر وہیں گر گیا۔ وہ کہیں پیچھے رہ گیا تھا اور سڑک آگے دوڑتی جا رہی تھی۔
علی مراد نے سائیڈ بٹن دبایا تو سکرین اندھیر ہو گئی۔ زخرف نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جانتی ہو ہماری جنریشن کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟ ہم ہمیشہ گزرے ہوئے وقت میں پھنسے رہتے ہیں۔ میں نے کل اس سے یہ بات کیوں کہہ دی؟ میں وہ رنگ پہن کر کیوں چلی گئی؟ فلاں میری بات کا مطلب کیا لے رہا ہو گا؟ اور ایسے ہی نوجوان سارا سارا دن اوور تھنکنگ کرتے رہتے ہیں۔ اسی لیے یہ جنریشن بہت لیزی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن ہم یہ جان بوجھ کر تو نہیں کرتے نا۔ انسان کی سوچوں پر بھی اسکا اختیار ہوتا ہے کیا؟" تقریباً منمناتے ہوئے بولی۔

" بلکل ہوتا ہے۔ ہم اپنی سوچ کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ ہمیں اشرف المخلوقات ایسے ہی نہیں بنایا گیا۔ انسان کو اللہ نے اتنے اختیار دیے ہیں کہ اگر وہ سمجھ جائے تو یقین نا

کر پائے۔ خیر یہ سب چھوڑو تمہارے مسئلے کی طرف واپس آتے ہیں۔" وہ اٹھا اور اپنی سربراہی کرسی کی جانب بڑھ گیا۔ زخرف نے توجہ اپنی گود میں پڑے پرس پر مبذول کرلی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اس کی سڑپ کو مروڑ رہی تھی۔

"تم نے کل رات اس لڑکے کے سامنے وہ سب پینک اٹیک کی حالت میں بولا تھا اور اب تمھیں افسوس ہو رہا ہے۔ میری مانو تو اس بارے میں بار بار سوچنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خود کو کچھ وقت کے لیے کہیں اور مصروف کرلو۔ کسی پارک میں چلی جاو یا کسی آوٹ ڈور ریستوران۔ اپنی سوچ کو ریپلیس کرو۔ لیکن پھر اس کے بعد فریش مائینڈ کے ساتھ جا کر اس لڑکے سے بات کر لینا، اور سب کچھ کلئیر کر دینا۔ یہ سب اتنا مشکل نہیں ہے۔ اس سے بات کرنا بھی ضروری ہے، جب تک تم اس سے بات نہیں کرو گی تم اسی بارے میں سوچتی رہو گی۔ میری باتیں سن بھی رہی ہو نا؟" اسے مکمل طور پر اپنے پرس سے الجھتے دیکھ کر وہ بولا۔ زخرف نے سر اٹھایا اور ہاں میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"علی؟" کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ "مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی۔ میں نے اس کے سامنے وہ سب کیوں بولا۔"

"زخرف تم پی ٹی ایس ڈی کا شکار ہو۔ پی ٹی ایس ڈی کے شکار لوگ اکثر ایسے بیہیو کر جاتے ہیں۔ ٹراما کی وجہ سے آنے والے پینک اٹیک میں صرف جسمانی symptoms نہیں ہوتیں، عام طور پر جب تم پینک ہوتی ہو تو تمہیں فلیش بیکس آتے ہیں، سانس رکنے لگتا ہے اور دل کی دھڑکن غیر معمولی ہو جاتی ہے۔ لیکن رات کو تمہیں ایک severe episode آئی تھی، اور اس دوران انسان کے ساتھ مختلف چیزیں پیش آسکتی ہیں۔ وہ غصے میں شاوٹ کر سکتا ہے، وہ اپنے اندر کے گلٹ کو کم کرنے کے لیے دوسرے لوگوں کو بلیم کر سکتا ہے یا وہ خود کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔" زخرف یہ سب سر جھکائے اداسی سے سنتی رہی۔

"کل تمہارے مطابق تمہارا تمہارے والد سے جھگڑا ہوا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ تم ان کے گھر جاؤ اور اس سب نے تمہیں تمہارے ماضی کی یاد دلائی ہو گی۔ تمہیں وہ

www.novelsclubb.com

سب دن یاد آئے ہو گے جو تم نے تکلیف میں گزارے تھے۔انسانی دماغ بہت پیچیدہ ہوتا ہے زخرف۔ یہ چیزوں کو آسانی سے نہیں بھولتا۔ تم ایک عرصے سے اپنے ماضی کا قصوروار ان کو مانتی آئی ہو اور ابھی بھی تمہارا دماغ unconciously ایسا ہی مانتا ہے۔ تمہیں تمہارے دماغ کو خود ہی ٹرین کرنا ہو گا کہ وہ قصوروار نہیں ہیں اور انہیں سزا دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اور خود کو بھی، کیونکہ یہ سب کر کے تم صرف ان کو نہیں بلکہ خود کو بھی سزا دے رہی ہو۔"

وہ اداسی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ سنہری روشنی آنکھوں کے بھورے پن میں اٹھکیلیاں کر رہی تھی،ان بھورے دائروں نے ماضی کے جو تکلیف دہ مناظر کو قید کیا ہوا تھا ان کو بھولنا نا ممکن تھا۔

www.novelsclubb.com

....

لاہور کی سڑکوں پر خوانچہ فروشوں کی آوازیں ٹریفک سے بھی زیادہ بلند تھیں۔ علی مراد کے کلینک کے باہر سرمئی رنگ کی کلٹس کھڑی تھی۔ زخرف وہیں گاڑی کے

ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ سر فون پر جھکا رکھا تھا جس پر گھنٹی جاتی دکھ رہی تھی۔ گھنٹی مسلسل جارہی تھی لیکن دوسری جانب سے فون نہیں اٹھایا جارہا تھا۔اس کے سامنے سے موٹر سائیکل پر ادھیڑ عمر کا آدمی گزر رہا تھا۔اس نے بائیک کی رفتار کم کر رکھی تھی۔اس آدمی نے سر سے لے کر پیروں تک گاڑی سے ٹیک لگائے لڑکی کو گہری نظر سے دیکھا۔زخرف نے فون سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اوہ انکل جی، اتنی تکلیف کیوں اٹھا رہے ہیں روک لیں بائیک اور آرام سے دیکھ لیں۔کہیں نہیں جارہی میں یہیں کھڑی ہوں۔"اس کی بات سن کر آدمی شرمندہ سا ہوا تیزی سے بائیک لے کر گزر گیا۔

www.novelsclubb.com

زخرف نے فون کی سکرین کو دیکھا، گھنٹی بج کر فون تھک گیا تھا لیکن دوسری جانب سے نہیں اٹھایا گیا تھا۔اس نے جہانگیر کا نمبر نکال کر ملایا اور فون کان سے لگایا۔

پہلی گھنٹی پر ہی فون اٹھا لیا گیا۔

"جہانگیر، زخرف بات کر رہی ہوں میں۔"

"جی زخرف بی بی۔"

"وہ مجھے پوچھنا تھا کہ ۔۔۔ کیا بابا گھر پر ہیں؟"

"جی گھر پر ہی ہیں۔" فوراً جواب آیا۔

"کیا بہت مصروف ہیں؟"

"نہیں۔"

"تو کیا کر رہے ہیں؟"

"میرے سامنے ہی ہیں۔ باہر لان میں بیٹھے ہیں۔ البتہ مجھے سن نہیں سکتے۔ میں ان سے کافی دور کھڑا ہوں۔"

"اچھا اور انکا فون؟"

"وہ بھی ان کے سامنے ہی پڑا ہے۔" زخرف نے گہری سانس خارج کی۔ تو وہ جان بوجھ کر اس کا فون نہیں اٹھا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے میں وہاں آرہی ہوں۔ بابا کو اس بارے میں مت بتانا۔اور ہاں دروازے پر مجھے کوئی روکنے کی کوشش نا کرے۔" آخری بات سختی سے بولی۔

فون بند کر کے وہ گاڑی میں بیٹھ گئی اور گاڑی سڑک پر ڈال دی۔اسکا دل عجیب سی کیفیت کے زیر اثر تھا۔کیا وہ وہاں جا کر ٹھیک کر رہی ہے؟ کیا وہ اس گھر میں جانے کے لیے تیار ہے؟

سوچوں سے بھرپور سفر طے کر کے اب اسکی گاڑی ایک بڑے سے محل جیسے گھر کے سامنے کھڑی تھی۔ باہر تختی پر بڑا اسامر جان ہاوس لکھا تھا۔کیا یہ اسکا گھر ہے؟ یہ گھر اسکا کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ گھر تو دو سالہ زخرف کا تھا۔زخرف مرجان خان کا۔ اس کے بعد تو اس سے اسکا آدھا نام چھن گیا تھا۔آج اس کے والٹ میں موجود آئی ڈی کارڈ کے مطابق وہ زخرف انعام اللہ تھی۔

سامنے لوہے کی سلاخوں والے دروازے کے پار کئی سیکیورٹی گارڈ گھومتے نظر آرہے تھے۔اس کی گاڑی کو دیکھتے ہی دو گارڈز نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

دروازے سے جہانگیر نکل کر دوڑتا ہوا باہر آیا۔ وہ اس کی کھڑکی پر جھکا اسے گاڑی اندر لے جانے کے اشارے کر رہا تھا۔ وہ یک ٹک مرجان ہاوس کی تختی کو دیکھے جا رہی تھی۔ جہانگیر نے اسکی گاڑی کا شیشہ بجایا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ ہاتھ بڑھا کر شیشہ نیچے کیا۔

"بی بی گاڑی اندر لے آئیں۔" زخرف نے اس کی بات پر سر ہلا دیا اور گاڑی اندر لے گئی۔

گاڑی سے اتر کر وہ جہانگیر کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی۔ چلتے ہوئے ہلکی سی ہوا سے اسکا گلابی فراک اڑ رہا تھا۔ وہاں مین گیٹ کے قریب ہی کچھ سیڑھیاں چڑھ کر ایک گیسٹ ہاوس کی عمارت بنی تھی۔ یوسف مرجان سے ملنے ان گنت لوگ آتے تھے اور وہاں بے شمار گیسٹ روم بنائے گئے تھے۔ آگے راہداری کی بائیں جانب ایک کثیر رقبے پر پھیلا لان تھا۔ سامنے سفید رنگ کا محل کھڑا تھا جس کی ہلکی سرمئی رنگ کی مخروطی چھتیں تھیں۔ وہ خوبصورت محل جس میں دو سالہ زخرف

کبھی شہزادیوں کی طرح رہتی تھی۔ جس کے ارد گرد نا جانے کتنے ملازم دوڑتے ہونگے؟ جس کے ماں باپ شاید اسے کبھی آنچ بھی نا آنے دیتے ہوں گے۔ زخرف نے سفید و جیہہ عمارت سے نظر ہٹا کر لان میں دیکھا جہاں دور ایک میز کے گرد سفید رنگ کی کرسیاں پڑی تھیں۔ انہی کرسیوں میں سے ایک پر یوسف بیٹھے تھے۔ ان کا رخ دوسری جانب تھا اور وہ نا جانے کن سوچوں میں گم تھے۔ جہانگیر وہیں پتھریلی راہداری پر رک گیا۔ زخرف اپنی چپل سمیت لان کی گھاس پر چلتے ہوئے ان کی جانب بڑھ گئی۔ وہ ان کے قریب پہنچی اور دھیرے سے ہاتھ ان کی آنکھوں پر رکھ دیے۔ وہ ایک دم سیدھے ہوئے لیکن پھر آنکھوں پر رکھے ہاتھ ٹٹول کر ایک دم مسکرائے۔

"اینگری برڈ؟" اس کے ہاتھوں کو نرمی سے آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے بولے۔ گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کو کیسے پتا لگا کہ میں ہی ہوں۔ضرور یہ جہانگیر کے بچے نے بتایا ہو گا۔" وہ چہرے پر مصنوعی خفگی لا کر بولی۔

"جہانگیر کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ماں باپ تو اندھے بھی ہوں تو اپنی اولاد کی خوشبو سے ان کو پہچان جاتے ہیں۔" وہ اٹھے اور اسے گلے سے لگایا۔اس کے بالوں پر بوسہ دیا اور اپنی چھوٹی آنکھوں کو میچ لیا جن میں بے پناہ نمی اتر آئی تھی۔

"میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ میں تمہیں یہاں دیکھ کر کتنا خوش ہوں۔" بولے تو آواز رندھی ہوئی تھی۔زخرف فوراً ان سے الگ ہوئی۔

"میں یہاں رونے نہیں آئی اور نا ہی آپ کو رولانے آئی ہوں۔اور اب روئے گے نہیں آپ، سنا آپ نے۔" ڈانٹنے والے انداز میں بولی۔

"اچھا تو کیا لڑنے آئی ہو؟" وہ مسکراتے ہوئے بولے۔انگلی کے پوروں سے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا۔

"بلکل۔بتائیں میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟" دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولی۔ چہرے پر اینگری برڈ کی طرح مصنوعی غصہ تھا۔

"کیونکہ میں تم سے خفا تھا۔"

"اوہ، پھر اب بات کیوں کر رہے ہیں۔اب بھی خفا رہیں۔" اسی انداز میں بولی۔

"بس کر دو۔ لڑ لڑ کر تھکتی نہیں ہو کیا؟" انہوں نے اس کے ناک پر چٹکی کاٹی اور اسے کرسی پر بٹھایا۔ خود بھی بیٹھ گئے اور دور کھڑے جہانگیر کو اشارہ کیا۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔

"جہانگیر سہلی سے کہو کہ اچھی سی چائے بنا کر لائے۔" جہانگیر سر ہلاتا گھر کی جانب بڑھ گیا۔

"میں یہاں آ تو گئی ہوں لیکن آپ جانتے ہیں نا کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔" سنجیدگی سے بولی۔

"ہاں بلکل، تمہیں تمہارے اصلی نام سے نہیں پکارنا۔" وہ لہجے کو خفا بنا کر بولے۔

زخرف ان کے چہرے کو دیکھ کر ہنس دی۔

"ویسے ایک بات کہوں۔" ایک ہتھیلی پر گال جمائے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"کہو۔"

"آپ کے فینز کی اتنی بھی نظر خراب نہیں ہے۔ غور سے دیکھنے پر آپ واقعی ہینڈسم لگتے ہیں۔ پھر آپ نے دوبارہ شادی کیوں نہیں کی؟" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کہہ کون رہا ہے جس کی اپنی شادی کی عمر ہے۔" وہ اسکی کنجوس تعریف کو نظر انداز کر کے بولے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زخرف نے جواب نہیں دیا۔اب وہ سامنے عمارت کی جانب دیکھ رہی تھی جس کی سیڑھیوں سے ایک لڑکی ہاتھ میں ٹرے پکڑے اتر رہی تھی۔وہ ملازمہ کے یونیفارم میں ملبوس تھی۔چہرے پر رسمی سی مسکراہٹ سجائے وہ گھاس پر چلتے ہوئے ان کی جانب بڑھنے لگی۔قریب پہنچ کر اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور نیچے بیٹھ کر چائے بنانے لگی۔

"سہلی،ان سے ملو۔یہ ایذا ہے،میرے ایک عزیز کی بیٹی ہے۔اور ایذا یہ سہلی ہے، میری ہاوس کیپر۔" سہلی نے مسکرا کر زخرف کی جانب دیکھا اور سلام کیا۔زخرف نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"میڈم شوگر؟" وہ یوسف کی چائے ان کے سامنے رکھ کر زخرف کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ہاف سپون۔"

"اوکے۔"

زخرف کی چائے اس کے سامنے رکھ کر وہ ٹرے پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سہلی، بوا سے کہو کہ آج شاندار کھانا بنائیں۔اور بریانی تو لازمی بنائیں۔" سہلی شیور کہتی گھر کی جانب بڑھ گئی۔

یوسف اور زخرف چائے پیتے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ کپ ختم کر کے یوسف نے میز پر رکھا اور زخرف کا چہرہ دیکھا۔

"زخرف، چلو اندر چلتے ہیں۔" زخرف خاموش رہی کچھ نہیں بولی۔

"تم اپنا گھر نہیں دیکھو گی؟" اداسی سے بولے۔اس سے پہلے کے زخرف کچھ بولتی جہانگیر تیز تیز چلتا ان کے قریب آیا۔

"سر فاروقی صاحب آئے ہیں۔ میں نے ان سے بولا بھی کے آج آپ کسی سے ملاقات نہیں کریں گے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ انکا ملنا بہت ضروری ہے۔ صرف دس منٹ لیں گے۔"

www.novelsclubb.com

"ایسا بھی کیا ضروری کام ہے فاروقی کو؟" انہیں سخت کوفت ہوئی تھی۔

"اٹس او کے آپ چلے جائیں اور آپ کو برا نا لگے تو کیا میں خود جا کر گھر دیکھ سکتی ہوں؟" یوسف کھڑے ہوئے تو وہ بھی کھڑی ہو گئی۔ وہ اسکے قریب آئے اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔ پیچھے کھڑے جہانگیر نے سر جھکا لیا تھا۔

"آئندہ تم ایسے اجازت نہیں لو گی۔ یہ تمہارا گھر ہے، جو جی میں آئے کرو۔" وہ اسکا گال تھپتھپاتے جہانگیر کے ساتھ چل پڑے۔ زخرف گھاس پر چلتی پھر سے پتھریلی راہداری پر آئی۔ دائیں جانب ایک لمبی راہداری دوسری جانب جاتی تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا، سیکیورٹی کافی دور تھی۔ وہ گھر کی جانب جانے کی بجائے اس طرف بڑھ گئی۔ راہداری ختم ہوتے ہی آگے کھلا میدان سا تھا، ہر طرف جنگلی گھاس اگی تھی۔ ایک طرف اس کے قد سے بھی چھوٹا سا گھر تھا۔ آگے باڑ لگی تھی اور باڑ کے اس پار بہت سے پالتو جانور تھے۔ اس کے قدموں کی آہٹ سے ایک ہسکی نسل کا کتا فوراً اس چھوٹے سے گھر سے باہر نکلا اور بھونکنے لگا۔ وہ بندھا نہیں تھا لہذا

www.novelsclubb.com

زخرف کے پاس آیااوراس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے بھونکے گیا۔زخرف نیچے جھکی اور کتے کی آنکھوں میں دیکھا۔

"بھونکومت،خاموش رہو۔"کتا بھونکے گیا۔ایک ملازم دوڑتاہوااس جانب آیا۔

"روبن بری بات ہے۔"اس نے کتے کو پیچھے ہٹایا۔اور پھر زخرف کو دیکھا۔

"آپ یوسف مرجان کی مہمان ہیں؟"

"ہاں اور تمہارے کتے میں تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"وہ کتے کو گھورتی ہوئی واپس باہر کی راہداری کی جانب بڑھ گئی۔

....

وہ گیسٹ ہاوس میں موجود یوسف کا ملاقاتی کمرہ تھا۔یوسف سنگل صوفے پر بیٹھے تھے اور سامنے ٹرپل صوفے پر تھری پیس میں ملبوس آدمی ٹائی کو درست کرتا ہوا ٹانگ پر ٹانگ جمائے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے ملاقات کا وقت دے دیا اس کے لیے بہت مشکور ہوں۔" یونہی مسکراتے ہوئے سر کو ہلکا سا خم دے کر بولا۔

"کہو، ایسی بھی کیا بات ہے جو تم کل تک کا انتظار نہیں کر سکے فاروقی۔" وہ نرم تاثرات کے ساتھ بولے۔

"پورے ملک کی طرح میں بھی یہ بات پورے دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ جتنا آپ نے اس ملک کے لوگوں کے لیے کیا ہے، شاید ہی کسی اور نے کیا ہو۔اور خاص طور پر آپ کی سکالر شپس سے جو اس ملک کے نوجوان طبقے کو فائدہ پہنچ رہا ہے اس کی تو تعریف ممکن ہی نہیں ہے۔" کہتے ہوئے اس نے جیب سے ایک سگریٹ نکال کر دانتوں میں دبایا۔لائیٹر کی تلاش میں کمرے میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔

"یہاں تمھیں ایسی کوئی شے نظر نہیں آئے گی جو صحت کی خرابی میں معاون ثابت ہوتی ہو۔" فاروقی ان کی بات پر کھلے دل سے مسکرا دیا۔ سگریٹ پھر سے جیب میں ڈال لیا۔

www.novelsclubb.com

یوسف اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولے۔"اور جہاں تک بات اس تعریف کی ہے جو تم نے میری کی ہے، تو اس سب میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔میں انہی لوگوں کے پیسے سے ان کی مدد کرتا ہوں۔اب بہتر ہے کام کی بات پر آو مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

"ہم میڈیا والوں کے لیے آپ کے پاس کہاں اتنا وقت ہوتا ہے مرجان خان۔ لیکن یہ دیکھنے کے بعد آپ کے پاس وقت نکل آئے گا۔"اس نے فون پر ایک تصویر نکالی اور یوسف مرجان کے سامنے کی۔وہ ایک ٹین ایجر لڑکے کی تصویر تھی۔یوسف ایک لمحے سے زیادہ تصویر کو نہیں دیکھ پائے۔لڑکے کے چہرے کا دایاں حصہ بری طرح سے مسلا ہوا تھا۔انہوں نے فاروقی کی جانب دیکھتے ہوئے ابرو اٹھائی۔

"کل اس لڑکے نے خودکشی کی ہے۔بیچارہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ایک اچھی یونیورسٹی میں پڑھ کر اچھی نوکری حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اپنے گھر کی ذمے داریاں

اٹھا سکے۔ لیکن یونیورسٹی میں پڑھنا افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ایک امید کے ساتھ اس نے آپ کے سکالرشپ پروگرام میں اپلائی کیا لیکن ریجیکٹ کر دیا گیا۔دل چھوٹا تھا لہذا سہہ نہیں پایا اور ایک بلڈنگ کی چھت سے کود گیا۔" فاروقی گہری نظروں سے یوسف مرجان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

" مجھے افسوس ہے جو کچھ بھی ہوا۔" یوسف مرجان دھیرے سے بولے۔ان کے چہرے پر سے نرم تاثرات غائب ہو گئے تھے۔

" بلکل مجھے بھی بہت افسوس ہوا تھا۔اب تک یہ خبر میرے چینل کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔اور میں نے بھی اپنے چینل والوں کو زبردستی روکا ہوا ہے یہ خبر چلانے سے۔" یوسف مرجان کچھ نہیں بولے۔وہ فاروقی کی بات مکمل ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔وہ اکثر یونہی لوگوں کے چہروں کا ماسک اترتے خاموشی سے دیکھا کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اب آپ یہی سوچ رہے ہوں گے کہ یہ خبر چل بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ کیا ہو جائے گا۔اس لڑکے نے اپنی زندگی سے تنگ آکر ایسا قدم اٹھایا۔ لیکن یوسف مرجان ایسا نہیں ہے۔"آخری جملہ وہ آگے کو ہو کر قدرے دھیمے لہجے میں بولا۔ اس نے اپنے فون پر ایک ویڈیو چلا کر یوسف کے سامنے فون کیا۔اس ویڈیو میں ایک کے بعد ایک نوجوان آرہا تھا اور وہ سب یوسف مرجان کی سکالرشپ کا کرائٹیریا بے حد ٹف ہونے کی شکایت کر رہے تھے۔یقیناً ان سب کو رٹا رٹایا سبق پڑھایا گیا تھا۔اس نے ویڈیو بند کی اور ایک دم ہنسا۔

"یقین جانیں مرجان خان، میں یہ سب اپنے چینل پر نہیں چلوانا چاہتا۔ سوچیں اگر یہ سب چلا تو لوگ کیسی کیسی تھیوریز لے آئیں گے۔ سب لوگ کہیں گے کہ یوسف مرجان ایک ڈھونگ مسیحا ہے۔اگر سو میں سے صرف تین بچے ایسے ہیں جو یوسف مرجان کے بنائے ہوئے معیار پر اتر کر سکالرشپ حاصل کر سکیں تو ایسی

سکالر شپ کا کیا فائدہ؟ چچ چچ۔"اس کی بات مکمل ہوئی تو یوسف اٹھ کھڑے ہوئے۔ان کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔فاروقی بھی فوراً سے کھڑا ہو گیا۔

"مجھے افسوس ہوا تمہارا اصلی چہرہ دیکھ کر فاروقی۔"مکمل اطمینان سے ٹراوزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولے۔"میں تمہیں اس جھوٹ کو پھیلانے سے ہر گز نہیں روکوں گا۔تم یہ خبر آج رات کی ہیڈ لائنز میں ضرور چلوانا۔لیکن میں اس سے زیادہ تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گا۔مجھے یہ سننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم مجھ سے کیا فیور چاہتے ہو جس کے بدلے میں تم یہ خبر رکوا دو گے۔نا تو میں نے ساری زندگی فیور زدی ہیں اور نا ہی میرا آگے ایسا کوئی ارادہ ہے۔اب تم جا سکتے ہو۔"دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولے۔فاروقی نے تیز نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"سوچ لیں مرجان خان۔یہ نا ہو کہ بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے۔"

"پچھتاتے وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے خوف کھا کر اپنے اصولوں سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔اور یقین جانو میں آج تک تم جیسے چھوٹے قد والے لوگوں کے خوف سے اپنے اصولوں سے کبھی نہیں ہٹا۔" فاروقی ایک نحوست بھری نظر ان پر اور اس کمرے پر ڈال کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔دروازے کے ناب پر ہاتھ رکھا اور مڑ کر پھر سے انہیں دیکھا۔

"کل تک کا وقت ہے سوچ لیجیے گا۔" دروازہ کھول کر نکل گیا۔

....

www.novelsclubb.com

وہ دیو ہیکل دروازہ عبور کر کے اندر آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر لمحے بھر کو ٹھہر گئی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے نظر اس چھوٹی سی شہزادی پر پڑتی تھی جس کی بڑی سی تصویر سامنے دیوار پر لگی تھی۔زخرف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی۔مرجان ہاوس واقعی عالیشان محل تھا۔وہاں کی ہر شے قدرے بیش قیمتی

لگتی تھی۔ فرنیچر سے لے کر دیواروں پر ٹنگے فریمز تک۔ وہ قدم قدم چلتی لاونج تک آئی۔ ایک ہاتھ بڑھا کر صراحی پر پھیرا جو کے سامنے ٹیبل پر پڑی تھی۔ اسکی قیمت کیا ہو گی؟ اس نے سوچا۔ شاید اسکے چھ مہینے کے راشن سے زیادہ ہی ہو گی۔ اس نے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹکا۔ وہ اپنی ہی سوچ پر ہنسی تھی۔ وہ چاروں طرف نظر دوڑاتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ دور کہیں سے کسی بوڑھی عورت کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ کمروں کی جانب آئی۔ وہاں قطار میں کئی کمرے تھے۔ اس نے ایک کمرے کے دروازے کے ناب پر ہاتھ رکھا اور دھڑکتے دل کے ساتھ اسے گھمایا۔ دروازہ کھولتے ہی وہ جان گئی تھی کہ یہ اسکے ماں باپ کا کمرہ ہے۔ شاید اولاد بھی اندھی ہونے کے باوجود اپنے ماں باپ کی خوشبو تلاش کر لیتی ہے۔ وہ دروازہ بند کر کے اندر آگئی۔ کمرہ نہایت سمپل تھا۔ جہاز سائز بیڈ پر نفیس سی سفید رنگ کی بیڈ شیٹ بچھی تھی۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر ایک کتاب اور ایک فریم پڑا تھا۔ فریم میں ایما اور زخرف مسکرا رہے تھے۔ وہ مڑی اور ڈریسنگ تک آئی۔ اس پر ایک

www.novelsclubb.com

ہئیر برش اور چند ایک چیزیں پڑی تھیں۔ایک طرف سکیچ بک بھی رکھی تھی۔ زخرف نے سکیچ بک پکڑی اور حیرانگی میں صفحے پلٹاتی گئی۔ کیا وہ اسکی ماں کی سکیچ بک تھی۔ کیا ایما۔۔۔؟اس نے سر جھٹکا اور بک پر بنے سکیچز دیکھنے لگی۔ وہاں زیادہ تر گھوڑوں کے سکیچ تھے۔

وہ سکیچ بک اپنے سینے سے لگائے کمرے سے باہر نکل آئی۔ آگے کے سارے کمرے گیسٹ روم تھے۔ وہ ایک ایک کمرے کو دیکھتی آگے بڑھتی گئی۔ آگے کونے میں صرف ایک دروازہ بچا تھا۔ وہ کس کا کمرہ ہو گا؟ وہ دھڑکتے دل سے اس کمرے کی جانب بڑھی۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ کئی لمحے اپنی جگہ سے نا ہل پائی۔ ایک موٹا آنسو گال کی بائیں جانب بہہ گیا۔ وہ زخرف کا کمرہ تھا۔ وہ اسکا کمرہ تھا۔ اندر ہر شے گلابی رنگ کی تھی۔ ہر شے نہایت صاف ستھری تھی، جیسے وہاں روز صفائی کی جاتی ہو۔اس کے باپ نے اتنے سال گزرنے کے بعد بھی اسکا کمرہ ہو بہو مینٹین کیے رکھا تھا۔ اندر ایک کھڑکی کے پاس چھوٹا سا گلابی رنگ کا بستر تھا، جس پر کئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھلونے پڑے تھے۔ کمرے کی دائیں جانب ایک خوبصورت سا جھولا تھا۔ بائیں جانب ایک بڑا سا ڈول ہاوس تھا جس میں ایک یا دو سال کی بچی آرام سے جا سکتی تھی۔ وہ جھولے کے قریب آئی اور نیچے بیٹھی۔ جھولے میں ایک ٹیڈی بئیر پڑا تھا۔ زخرف نے ہاتھ بڑھا کر جھولے کو چھوا تو وہ ٹیڈی بئیر جھولا جھولنے لگا۔ کیا وہ اس جھولے میں بیٹھ کر جھولا جھولتی تھی؟ اسے جھولا کون جھولاتا ہوگا؟ ایما یا یوسف؟ کہتے ہیں بری یادیں انسان کو تکلیف دیتی ہیں، کوئی اس سے پوچھتا تو وہ کہتی کہ اچھی یادیں زیادہ تکلیف دیتی ہیں، کیونکہ وہ اچھا وقت انسان سے چھن چکا ہوتا ہے۔

کچھ قدم تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوئے تو زخرف کرنٹ کھا کر سیدھی کھڑی ہوئی۔ دروازے میں سہلی کھڑی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" سہلی کے لہجے کی پہلے والی مٹھاس اب وہاں نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں، میں بس کمرہ دیکھ رہی تھی۔" زخرف تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔ دل نا جانے کیوں تیز تیز دھڑکنے لگا تھا۔

"یہ سکیچ بک؟" سہلی کے الفاظ پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔ وہ تیزی سے اس کی جانب مڑی۔ سکیچ بک اس نے ابھی بھی سینے سے لگا رکھی تھی۔ کیا سہلی اسے چور سمجھ رہی تھی؟

"دراصل یہ سر کی لیٹ وائف کی سکیچ بک ہے۔ اور سر کو بہت عزیز ہے۔" سہلی اس کے سینے سے لگی سکیچ بک دیکھتے ہوئے بولی۔ زخرف کا چہرہ شرمندگی سے لال ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں وہ۔۔۔ میں یہ انہی کے پاس لے جا رہی تھی۔ ان سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔ اس سکیچ بک کے بارے میں۔" جلدی میں جو اس کے منہ میں آیا بول دیا۔ سہلی ابھی بھی عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، جیسے اس پر یقین نا کر رہی

ہو۔زخرف کو دور سے یوسف مرجان اس جانب آتے دکھائی دیے تو اس کی سانس بحال ہوئی۔ان کے قریب آتے ہی وہ فورا بولی۔

"کے بی یہ سکیچ بک میں نے آپ کے روم سے لی ہے۔میں یہ آپ کے پاس لے کر آ رہی تھی یہ پوچھنے کے لیے کہ یہ سکیچز کس نے بنائے ہیں۔لیکن شاید سہلی نے کچھ غلط سمجھ لیا۔"زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔یوسف فورا ساری بات سمجھ گئے۔وہ سہلی کی جانب متوجہ ہوئے۔

"زخرف میری بیٹیوں جیسی ہے سہلی۔آئندہ کے بعد تم اس طرح کی حرکت نا کرو۔"ان کے زخرف بولنے پر زخرف نے انہیں آنکھیں دکھائیں۔وہ فورا سنبھلے۔

"میں اکثر ایذا کو زخرف کہہ دیتا ہوں کیونکہ میرے لیے یہ میری زخرف جیسی ہی ہے۔"سہلی سر جھکائے معذرت کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔البتہ راستے میں رک کر اس نے ایک گہری نظر سے اس لڑکی کو پھر سے دیکھا جس کی آنکھیں اور

بال بھورے تھے۔وہ تیز تیز چلتی کچن میں آئی اور چولہے کے پاس کھڑی ہو کر سوچوں میں گم ہو گئی۔کچن کے فرش پر بوڑھی ملازمہ پیڑھی پر بیٹھی آٹا گوندھ رہی تھی۔اس نے سر اٹھا کر سہلی کو دیکھا۔

"لڑکی، یونہی کھڑی رہو گی کیا؟ہانڈی میں چمچ پھیرو۔"

"جی بوا۔"وہ چولہے پر چڑھی ہانڈی میں چمچ ہلانے لگی۔ہانڈی میں چمچ پھیرتی سہلی کا دماغ ان بھورے بالوں اور آنکھوں میں اٹک گیا تھا۔

باہر وہ دونوں ابھی بھی وہیں کھڑے تھے۔

"سہلی کی طرف سے میں معذرت کرتا ہوں۔مجھے اس کی حرکت پر بہت برا لگ رہا ہے۔"

"اٹس اوکے۔کیا میں یہ سکیچ بک رکھ سکتی ہوں۔"وہ سکیچ بک کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں نہیں۔بلکل رکھ سکتی ہو۔"وہ مسکرا کر بولے۔

"آپ کی بیوی کی نشانی ہے۔آپ کو برا نہیں لگے گا اگر میں رکھ لوں گی۔"ان کی چھوٹی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔

"میری ایما کی سب سے خوبصورت نشانی تو تم ہو۔" وہ ان کے بات پر ہلکا سا مسکرا دی۔

کھانا کھاتے ہوئے یوسف کی بوڑھی ملازمہ مسلسل ان کے ارد گرد منڈلاتی رہیں۔ وہ تقریباستر سال کی تھیں،لہجہ دیہاتی تھااور ساڑھیاں پہنتی تھیں۔وہ زخرف سے سو طرح کے سوال کرتی رہیں۔کہاں رہتی ہو؟ کیسے رہتی ہو؟ شادی ہوئی ہے،بچے ہیں؟ تین دفعہ توانھوں نے زور سے زخرف کے بالوں پر ہاتھ پھیراااور اس کی بالوں میں لگی تتلی پھسل کر کافی نیچے آچکی تھی۔چار دفعہ بوانے اس کے بالوں پر تبصرہ بھی کیا۔انہوں نے دو دفعہ یوسف کو بتایا کہ ایما کہ بال بھی اسی رنگ کے غالبا ہوا کرتے تھے۔اس تذکرے سے ڈر کر زخرف نے فورا کہہ دیا کہ اس کے بال ڈائی شدہ ہیں۔وہ بوڑھی عورت کی عجیب حرکتوں پر برے برے منہ بنارہی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور یوسف اسے چڑتا دیکھ کر مسکراتے جا رہے تھے۔ کھانا کھا کر زخرف واپس چلی گئی۔ یوسف اس کے جاتے ہوئے بے حد اداس ہوئے لیکن انہوں نے اسے روکا نہیں۔

....

رات کو وہ ٹیرس پر آئی تو دائیں جانب والا ٹیرس خالی تھا۔ ایذا نے اسے بولا تھا کہ وہ ساتھ کوئی اچھی سی مووی دیکھتے ہیں لیکن زخرف نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ تھکی آئی ہے اور سونا چاہتی ہے۔ لہذا ایذا یہاں نہیں آئی۔ زخرف علی مراد کی ہدایت پر ارسم سے سکون سے بات کرنا چاہتی تھی۔ وہ کافی دیر وہاں کھڑی اس کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ نہیں آیا۔ وہ اندر جانے لگی جب اس کی نظر نیچے پڑی۔ ارسم ٹریک سوٹ میں ملبوس جوگرز پہنے پیدل بلڈنگ سے باہر نکل رہا تھا۔ وہ فوراً سے نیچے کو بھاگی۔

www.novelsclubb.com

بلڈنگ سے نکل کر وہ باہر آئی تو ارسم اسے دور سڑک کے کنارے چلتا نظر آیا۔ وہ اس وقت ٹراوزر پر کھلی سی ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔ پیروں میں ہلکی سی چپلیں تھیں۔ اپنے حلیے سے بے نیاز وہ اس کے پیچھے دوڑی۔ دوڑتے ہوئے اسے کئی آوازیں دیں لیکن وہ اس سے کافی دور تھا اور ٹریفک کے شور میں اس کی آواز نا سن سکا۔ وہ دوڑتے ہوئے تھوڑا اس کے قریب پہنچی تو اسکی آواز پر وہ مڑا۔ ایک نظر اسے دیکھا اور پھر آگے کو بڑھ گیا۔

"میں جانتی ہوں تمہیں کل کی بات کا غصہ ہے لیکن پلیز رک کر میری بات سن لو۔" پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولی۔ ارسم رکا نہیں البتہ اپنی رفتار قدرے کم کر دی۔ جلد ہی وہ اس سے جا ملی۔

"کل جو کچھ ہوا بہت برا ہوا۔ میرا کل کا دن بہت برا گزرا تھا۔ مجھے تم سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔" ہانپتے ہوئے بولی۔ ارسم رکا اور اس کی جانب مڑا۔ ماتھے پر ایک دو بل نمایاں تھے۔

www.novelsclubb.com

"اس سارے جملے میں سوری کہاں تھا؟" اب وہ دونوں فٹ پاتھ پر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔ زخرف کچھ دیر خاموشی سے کھڑی لب کاٹتی رہی۔

"اب اتنا بھی برا بھلا نہیں بول دیا میں نے کہ سوری بولوں۔" بولی تو آواز سے شرمندگی یا ندامت ہر گز محسوس نا ہوتی تھی۔

"تمہارے جیسی لڑکی کسی کا مرڈر کر دے اور کہے کہ اتنا بھی برا کام نہیں کیا میں نے۔" افسوس سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ زخرف ہنسی دبائے اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"اتنی بھی بری نہیں ہوں میں۔"

"ہاں تمہارے ارد گرد کے لوگ جو برے ہیں۔" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اب قدرے دھیمی رفتار سے چل رہا تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہیں مجھ پر اتنا غصہ ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں غصہ کیوں کروں گا، مجھے فرق نہیں پڑتا۔" وہ بے نیازی سے کہہ گیا اور زخرف، وہ بے یقینی سے اسکا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔ اسے فرق نہیں پڑا؟ اور وہ جو مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ شاید وہی پاگل تھی، ایک اتنے بڑے بزنس مین کو اپنی ایک غریب ہمسائی کی باتوں سے کیوں فرق پڑے گا۔

"تمھیں واپس نہیں جانا کیا؟" وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔ زخرف اپنے خیالات کو جھٹک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ہاں؟ نہیں۔ سوچ رہی ہوں میں بھی واک کرلوں۔ تم روز واک کرتے ہو کیا؟" ارسم نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر اس کے پیروں کی طرف دیکھا۔

"تمہاری چپل کی حالت بہت خستہ ہے۔ بہتر ہے واپس لوٹ جاو۔" اب کے نرمی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"یہ؟"زخرف نے ہلکی سی مسکراہٹ سے اپنے پیروں میں پہنی چپلوں کو دیکھا۔" تم ان کی فکر مت کرو۔یہ چپلیں بہت مظبوط ہیں، بلکل میری طرح۔"ایک ادا سے بولی۔ارسم اس کی بات پر سر جھکا کر ہنس دیا۔

"کہاں سے خریدی تم نے یہ اپنے جیسی مظبوط چپلیں؟"

"وہ میں نہیں بتاوں گی میری سیکرٹ پلیس ہے۔"وہ لوگ فٹ پاتھ پر آگے کو چلتے جارہے تھے۔ تھوڑا سا آگے بڑھے تو زخرف رکی۔بے یقینی سے اپنے پیروں کو دیکھا۔ارسم بھی اسے رکتے دیکھ کر رکا اور اسکی نظروں کے تعاقب میں اس کے پیروں کو دیکھا۔اس کے پیروں کو دیکھتے ہوئے وہ ایک دم ہنسا۔

"نو؟"زخرف جھکی اور اپنی چپل ہاتھ میں لیے سیدھی ہوئی۔اس کے جیسی مظبوط چپل کا ایک پیر ٹوٹ گیا تھا۔وہ بے یقینی سے اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔پھر نظریں اٹھا کر ارسم کو دیکھا جو ہنسی دبائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ روہانسی سی ہوئی وہی فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ میری فیورٹ چپلیں تھیں۔یقیناتم نے نظر لگائی ہے۔" خفا نظروں سے اسے دیکھ کر بولی۔

"پلیز اس فٹ پاتھ پر غصہ اتار لو لیکن مجھ پر مت اتارنا۔" وہ ایک دم سنبھل کر بولا۔

زخرف نے برے منہ سے دور بلڈنگ کو دیکھا، پھر اپنی ٹوٹی چپل کو اور پھر مڑ کر ارسم کے پیروں کو جن میں جوگرز تھے۔وہ اس کے ارداوں کو بھانپتا ہوا فوراً دو قدم پیچھے ہٹا۔

"مجھے ہیرو بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

"تو میں کونسا تمہارے جوتے مانگ رہی ہوں۔چلی جاوں گی میں۔" وہ اٹھی اور احتیاط سے قدم اٹھاتی، منہ میں بڑبڑاتی ہوئی اپنی قسمت کو کوستی بلڈنگ کی جانب بڑھنے لگی۔ابھی وہ چند قدم ہی چلی تھی کہ ارسم نے پیچھے سے اسے پکارا۔وہ مڑی تو

ارسم اپنے جوگرز ہاتھ میں لیے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس کے قریب پہنچ کر اس نے جوگرز زخرف کے قدموں میں رکھ دیے۔

"اب کیوں دے رہے ہو؟"ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"تاکہ تم پھر مجھ سے لڑنے نا آجاو،اور یہ نا کہو کہ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ بیچ سڑک میں ایک لڑکی کا جوتا ٹوٹے اور تم اسے اپنا جوتا آفر نا کرو۔"وہ جو برا سامنہ بنائے کھڑی تھی،ارسم کی آخری بات پر اسکے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

اس نے جھک کر اس کے جوگرز پہن لیے اور وہ دونوں ایک ساتھ بلڈنگ کی طرف بڑھ گئے۔چلتے ہوئے ارسم نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا کہ شاید شکریہ ہی بول دے۔وہ مست سی چلتی جا رہی تھی۔

"شکریہ؟"اسے شرم دلانے کی کوشش کی۔

"یو آر ویلکم۔"پوری ڈھٹائی سے بولی۔شاید اس کی ڈکشنری میں سوری اور تھینک یو جیسے لفظ نہیں تھے یا شاید صرف اسی کے لیے نہیں تھے۔

بلڈنگ واپس آکر زخرف اپنے لیے کافی بنانے لگی۔ ارسم کے جوتے اس نے لفٹ میں ہی واپس کر دیے تھے۔ وہ کافی بناتے ہوئے مسلسل اس کی باتوں کو سوچتے ہوئے ہنس رہی تھی۔ کافی بنا کر وہ ارسم کو ذہن سے جھٹک کر کاغذوں میں سر دیے بیٹھ گئی۔ کل اس نے ڈھیروں لوگوں کے سامنے اپنی پہلی پریزینٹیشن دینی تھی۔ وہ ہر طریقے سے اپنا بیسٹ دینا چاہتی تھی۔ آج رات سونے کی نہیں تھی۔

....

صبح الارم کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔ وہ آنکھوں کو مسلتی اٹھی تو وہ کمرے کی بجائے لاونج کے صوفے پر لیٹی تھی۔ سامنے میز پر تین کافی کے خالی مگ پڑے تھے اور ارد گرد ہر جگہ کاغذ بکھرے تھے۔ وہ ساری رات کام کرتی رہی تھی اور تقریبا فجر سے ایک گھنٹا پہلے یہیں سو گئی تھی۔ سورج نکلنے میں کچھ ہی وقت باقی تھا۔ آج کا دن نہایت اہم تھا لہذا وہ فجر مس نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے پھیلاوے سے نکل کر وضو کے لیے جانے لگی جب اس کی نظر استری سٹینڈ پر رکھی سکیچ بک پر

پڑی۔ کل رات اس نے سکیچ بک یہیں رکھ دی تھی۔ استری سٹینڈ اس لاکڈ کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ اس نے جھک کر استری سٹینڈ کے نیچے ہاتھ کیا اور باہر نکالا تو ہاتھ میں ایک چابی تھی۔ اس نے اٹھ کر اس کمرے کا لاک کھولا۔ سکیچ بک پکڑے کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کمرے میں ایک عجیب سی پراسراریت تھی، برسوں سے اس دفن ہوئے راز کی دبی دبی سی آواز محسوس ہوتی تھی، اس کا دل اس خاموش آواز کو سن سکتا تھا جو اس کمرے کی قید سے نکلنے کے لیے بے تاب تھی۔ سامنے کے منظر سے نظر ہٹا کر اس نے دروازے کے قریب پڑے ایک سٹول پر سکیچ بک رکھی، اس سٹول پر یوسف کی ایک تصویر بڑے سے فریم میں لگی تھی۔ وہ تصویر جو وہ ہمیشہ رات سونے سے پہلے دیکھا کرتی تھی۔ یوسف کے آنے کے بعد اس نے وہ فریم اس کمرے میں رکھ دیا تھا، اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ فریم بھی الٹا کر دیا اور یاسیت سے اپنے سامنے کے منظر کو دیکھتے ہوئے دروازہ پھر سے لاک کر دیا اور وضو کرنے واش روم چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

....

جب وہ آفس پہنچی تو ایزا کچھ لمحے اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ آج وہ بے حد مختلف لگ رہی تھی۔ اس نے سکن رنگ کی سادہ اور بے حد ایلیگینٹ سی شلوار قمیض پر ہم رنگ کوٹ پہنا تھا۔ پیروں میں کالے پینسل ہیل والے کورٹ شوز تھے۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس۔ بال سیدھے کر کے دونوں کانوں کے پیچھے اڑس کر کمر پر بکھیر رکھے تھے۔ اسے دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نا تھا کہ آج وہ بہت دل سے تیار ہوئی ہے۔

"خیریت تو ہے آج؟" ایزا آنکھوں کو چھوٹا کیے مشکوک لہجے میں بولی۔

"ہاں کیوں کیا ہوا؟" وہ بے نیاز سی اپنا کمپیوٹر آن کرتے ہوئے بولی۔ اس کی ناک ہلکے ہائی لائیٹر سے چمک رہی تھی۔

"آج تم بہت تیار ہوئی ہو۔"

"آج مجھے کلائینٹس کے سامنے پریزینٹیشن دینی ہے نا۔" ایذا بے یقینی سے تھوڑا پیچھے ہٹی۔ زخرف کو سر سے پیر تک دیکھا۔

"خدا کی قسم زی، اتنی گری ہوئی عورت نہیں سمجھا تھا میں نے تمہیں۔" زخرف نے میز سے ایک پین اٹھا کر اس کی جانب پھینکا۔ وہ ہنسی دبائے نیچے جھکی تو پین پیچھے جا گرا۔

"بکو مت۔ تم دیکھنا آج ایسی پریزینٹیشن دوں گی نا کہ سب دیکھتے رہ جائیں گے۔"

" بلکل تمہاری خوبصورتی کو۔" ایذا مزید چھیڑنے والے انداز میں بولی۔

"ایذا میرا دماغ خراب مت کرو۔ میں ان فضول عورتوں کی طرح نہیں ہوں جو اپنی خوبصورتی سے مردوں کو امپریس کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ میں اس طرح سے اس لیے تیار ہوئی ہوں تاکہ پروفیشنل دکھوں۔"

"اچھا یہ سب چھوڑو، آج مجھے سمیر سے ملنے جانا ہے۔ اور میں اکیلی ہرگز نہیں جاوں گی، تم میرے ساتھ جاو گی۔" ایذا سنجیدہ ہو کر بولی۔

"میں کیوں تمہارے ساتھ جانے لگی۔ لڑکا تم نے پسند کرنا ہے یا میں نے؟"

"یار پلیز، تم میرے ساتھ ہی چلو گی۔ میں پہلے ہی اس سب کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔" زخرف نے ایذا کا چہرہ دیکھا۔ وہ واقعی پریشان دکھتی تھی۔ اس نے اس کے ساتھ جانے کی ہامی بھر لی۔

....

میٹنگ سے فارغ ہو کر وہ سیدھا جمیل کے دفتر میں آئی۔ جمیل دفتر میں نہیں تھا لہذا وہ اس کا انتظار کرتے ہوئے ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی۔ جیسے ہی جمیل دفتر میں داخل ہوا تو وہ فورا اس کی جانب آئی۔

"گیس کرو کیا ہوا؟" تیزی سے بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا؟ کہیں تم نے میٹنگ میں کوئی بلنڈر کر کے میری ناک تو نہیں کٹوا دی؟"

جمیل ایک دم بوکھلا کر بولا۔

"نہیں مسٹر جمیل، میں نے تمہاری ناک کٹوائی نہیں ہے بلکہ دو تین انچ لمبی کروائی

ہے۔" کہہ کر وہ خود ہی اپنی بات پر ہنس پڑی۔

"کیا مطلب؟" وہ ابھی تک کنفیوز تھا۔

"مطلب یہ کہ اب یہ تمہاری نظر میں نالائق دکھنے والی امپلائی اس ڈبے جیسے

جونئیر ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر آسمانوں میں اڑنے والی ہے۔" کہتے ہوئے زخرف

ایک ہاتھ کو اڑانے کے انداز میں اوپر لے گئی۔

"واپس زمین پر آؤ اور سیدھی طرح بتاؤ کہ میٹنگ کیسی رہی؟"

"ہماری کلائینٹس سے ڈیل ہو گئی ہے۔اور سر نعمان یلغاری کے مطابق آج کے بعد ہمارے اہم کلائیں مٹس کے سامنے یہ ناچیز خاکسار ہی آئیڈیاز پریزینٹ کرے گی۔"زخرف کی بات سن کر جمیل کا آدھا منہ کھل گیا۔

"نووے؟"خوشی سے چلایا۔

"یس مسٹر جمیل۔"

"میڈم، پلیز۔" جمیل نے سر جھکا کر بولا اور اس کے لیے راستہ چھوڑا۔وہ ہنستی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

....

وہ اس وقت ریستوران کی پارکنگ میں گاڑی میں بیٹھی ایذا کا انتظار کر رہی تھی۔وہ دونوں آفس سے سیدھا یہی آئی تھیں۔زخرف ایذا کے ساتھ ریستوران میں گئی

تھی لیکن وہ ان دونوں سے دور ہی ٹیبل پر بیٹھی رہی اور جب تھک گئی تو آکر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اسے دور سے ایذا آتی دکھائی دی تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"تو پھر کیسی رہی تمہاری ملاقات؟" ایذا کے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی فورا بولی۔

"بتاو کہاں سے شروع کروں؟" ایذا ہنسی دبائے بولی۔

"یہ بتاو کہ تم نے اس سے کیا پوچھا۔" زخرف گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولی۔

"بہت کچھ۔"

"جیسے کے؟"

"جیسے کہ اس کا پسندیدہ کھانا کونسا ہے، اس کو کس قسم کی موویز پسند ہیں اور تم جانتی ہو زی ہم دونوں کا فیورٹ کلر بھی ایک ہی ہے۔" وہ اکسائیٹڈ سی بولی جا رہی تھی، زخرف نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"کیا تم سیریئس ہو؟"

"ہاں نا مجھے تو لگتا تھا کہ اس دنیا میں اتفاق نہیں ہوتے لیکن یقین جانو ہم دونوں کا پسندیدہ رنگ واقعی سیم ہے۔"

"میں یہ نہیں کہہ رہی ایزا، کیا تم نے واقعی اس سے یہ سب پوچھا؟" اس کی آنکھوں میں ابھی تک بے یقینی تھی۔

"ہاں تم اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو۔" کندھے اچکا کر بولی۔

"یااللہ، جب آپ عقل بانٹ رہے تھے تو یہ کہاں رہ گئی تھی۔" زخرف نے افسوس سے گاڑی کے شیشے سے آسمان کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا؟" ایزا برا منہ بنا کر بولی۔

"مطلب یہ کہ کچھ لوگوں کہ تو پھر بھی گھٹنوں میں عقل ہوتی ہے لیکن تمہارے تو گھٹنے بھی عقل سے خالی ہیں۔ تم کیا کوئی تیرہ چودہ سال کی بچی ہو جو دوسروں سے

دوستی کرتے ہوئے ایسے سوال پوچھتے ہیں۔"اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنا یا ایزا کا سر کسی دیوار میں دے مارے۔

"تو کسی کی پسند ناپسند پوچھنے میں کیا برائی ہے؟"ایزا ایک دم چڑ کر بولی۔زخرف کی باتوں نے اس کا سارا موڈ غارت کر دیا تھا۔

"ایزا اس میں کوئی برائی نہیں ہے، لیکن وہ انسان جس کو آپ شادی کے لیے کنسیڈر کر رہے ہوں اس سے یہ سب سوال نہیں کرتے کیونکہ یہ بہت بے ضرر سی باتیں ہوتی ہیں۔"

"اچھا تو پھر مجھے کیسے سوال پوچھنے چاہیے تھے؟"اب کے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہی کہ وہ شادی شدہ زندگی کو کیسے دیکھتا ہے،اس کی زندگی کے کیا اصول ہیں۔ اس کے مستقبل کو لے کر کیا پلانز ہیں۔وہ کیسی بیوی چاہتا ہے اور تو اور اس کی ہونے والی بیوی کو اس سے کیسی ایکسپیکٹیشنز رکھنی چاہیے۔اور یہی سب سوال اسے

بھی تم سے پوچھنے چاہیے تھے۔" زخرف بولتی جارہی تھی اور ایذا نے منہ موڑ لیا اب وہ کھڑکی سے باہر اداسی سے دیکھ رہی تھی۔ زخرف نے اس کی جانب دیکھا۔

"ایذا؟" دھیرے سے اسے پکارا۔ ایذا خاموش رہی۔ زخرف نے ایک خاموش آنسوں اس کے گال سے ہاتھ پر گرتے دیکھا۔ اس نے فوراً گاڑی روک کر ایک سائیڈ پر لگائی۔

"کیا ہو گیا ہے ایذا؟ اگر تم نے آج اس سے یہ سب نہیں پوچھا تو پھر جب ملاقات ہو گی تو پوچھ لینا" نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"نہیں، میں اس بارے میں نہیں سوچ رہی۔"

"پھر؟"

"پتہ نہیں زی، میں۔۔۔ میں بہت خوش ہوں کہ میری شادی ہو جائے گی اور ان سب ذمے داریوں سے میری جان چھوٹ جائے گی۔ یاسر کو جلد ہی نوکری مل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جائے گی اور وہ گھر اور امی ابو کو سنبھال لے گا لیکن پتہ نہیں کیوں میرا دل کبھی کبھی بہت گھبراتا ہے۔"زخرف اس کا ہاتھ پکڑ کر سہلانے لگی۔ایذا کے آنسوں بہتے جا رہے تھے اور زخرف نے اسے رونے دیا۔

"امی روز مجھے فون کر کے مجھ سے جواب مانگتی ہیں کیونکہ رشتے دار روزانہیں فون کر کے بتاتے ہیں کہ اب تمہاری بیٹی کی عمر شادی کی ہو گئی ہے اور اگر ایک سال مزید گزر گیا تو رشتہ ملنا مشکل ہو جائے گا۔وہ چاہتی ہیں کہ میں جلد از جلد نوکری چھوڑ کر واپس فیصل آباد چلی جاوں اور شادی کر لوں۔مجھے بلکل شادی کا بہت شوق ہے لیکن میں کسی کے پریشر میں آکر یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتی۔"اس نے رک کر اپنا چہرہ صاف کیا اور ناک رگڑی۔

"میں تمہیں کسی کے پریشر میں آکر یہ فیصلہ کرنے بھی نہیں دوں گی۔"زخرف کی بات پر ایذا نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تم ٹھیک کہتی ہو زی شاید مجھ میں واقعی عقل نہیں ہے۔مجھے نہیں پتہ ایک شوہر کو پسند کرتے ہوئے کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔"زخرف اس کی بات پر ہنس دی۔وہ جانتی تھی اب ایذا بات بدل رہی تھی۔

"پتہ تو ہے تمہیں،اس کی شکل اور جیب دیکھنی چاہیے۔"لیکن ایذا نہیں ہنسی بلکہ وہ سوالیہ نظروں سے زخرف کو دیکھنے لگی۔

"زی،تم سمیر سے کیوں نہیں ملتی۔"

"میں؟لیکن میں اس سے کیوں ملوں گی؟"

"یہ جاننے کے لیے کہ وہ کیسا انسان ہے۔مجھ سے ملتے ہوئے یقیناوہ biasرہا ہو گا۔وہ تمہیں نہیں جانتا اور تمہارے سامنے بلکل نیچرل بیہیو کرے گا۔"

"لیکن میں اس سے ملوں گی کیسے ؟"زخرف نے گاڑی پھر سے سٹارٹ کر کے سڑک پر ڈال دی۔ایزا کچھ دیر سوچتی رہی پھر زخرف کی طرف دیکھ کر مسکرائی، آنسوں کافی حد تک تھم گئے تھے۔

"اس کے لیے بھی آئیڈیا ہے میرے پاس۔"

"اور وہ کیا ہے ؟"

"یہی کہ تمہارے دانت میں درد ہے۔"ایزا مسکراتے ہوئے فون پر سمیر کے ساتھ اس کی اپائیمنٹ بک کروانے لگی۔

....

زخرف کے اپارٹمنٹ میں ٹی وی اونچی آواز میں چل رہا تھا۔ایزا ٹی وی سکرین سے سر جوڑے بے یقینی سے ٹی وی پر بولتے اینکر کو سن رہی تھی۔زخرف کچن صاف کر رہی تھی البتہ دھیان اسکا بھی ٹی وی کی جانب تھا۔

"کتنے مکار لوگ ہیں یہ، کیسے منہ پھاڑ کر اتنے بڑے جھوٹ بول لیتے ہیں۔" ایذا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ٹی وی کی سکرین کے اندر گھس کر اس اینکر کو گریبان سے پکڑ لے جو پچھلے آدھے گھنٹے سے یوسف مرجان کے خلاف بول رہا تھا۔ آدھی سکرین پر ایک بچے کی تصویر چل رہی تھی جس کی خودکشی کا سارا ملبہ، اینکر یوسف مرجان پر ڈال رہا تھا۔

"ایک نیک دل انسان کے خلاف پراپیگینڈا کرنے پر انشااللہ تمہیں فرشتے جہنم کے نچلے گھڑے میں پھینکے گے۔" وہ ٹی وی کی سکرین کو پکڑ کر بولی۔ زخرف نے اسے افسوس سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، میڈیا کی تو عادت ہے جھوٹ پھیلانا۔" زخرف کچن کی شیلف صاف کرتے ہوئے بولی۔

"لیکن وہ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔ اگر سکالرشپ نا ملنے پر ایک بچے نے خودکشی کر لی ہے تو اس میں کے بی کا کیا قصور ہے۔ ان کی سکالرشپ کا کرائٹیریا اتنا بھی

مشکل نہیں ہے میرے دو کزنز ان کی سکالرشپ پر پڑھے ہیں اور یہ بچے جن کی ویڈیو یہ چلا رہا ہے یقیناً ان کو پیسے دے کر یہ سب بیان دلوائے گئے ہیں۔" ایذا غصے میں بولے جا رہی تھی۔ باہر کا دروازہ کھلا اور یوسف اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے۔

ایذا دوڑ کر ان کے قریب آئی۔

"کے بی آپ نے نیوز سنی؟"

"کیوں، کچھ ہوا ہے کیا۔" وہ اطمینان سے کیپ اور ماسک اتار کر اپنے بال ٹھیک کرتے ہوئے بولے۔

"یہ اینکر پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ کے خلاف شو کر رہا ہے۔" ایذا نے ٹی وی سکرین کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ یہ؟ چھوڑو اسے، چینل بدل کر کچھ اور لگا لو۔" وہ کندھے اچکا کر کچن کی طرف بڑھ گئے۔ کچن میں آ کر انہوں نے فریج سے پانی کی بوتل نکالی۔ زخرف نے ان سے بوتل پکڑی اور ایک گلاس میں پانی ڈالنے لگی۔ بغور انکا چہرہ دیکھا۔

"آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" وہ اس کی طرف دیکھ کر دھیما سا مسکرائے۔

"تم میری فکر مت کرو مجھے اس سب سے فرق نہیں پڑتا۔ جو لوگ یوسف مرجان پر یقین کرتے ہیں وہ اس سب پر کبھی یقین نہیں کریں گے۔" زخرف نے مسکرا کر انہیں پانی کا گلاس پکڑایا۔

"چائے پیئے گے یا کافی؟" بے حد نرمی سے بولی۔

"جو تمہیں بنانے میں کم وقت لگے۔" مسکرا کر کہتے ہوئے لاونج میں آئے۔ ایذا ابھی تک اینکر پر لعنت بھیجنے میں مصروف تھی۔ انہوں نے اسے افسوس سے دیکھا۔

"چھوڑو ایذا، اتنا بھی کیا پریشان ہو رہی ہو تم۔ زخرف کو ہی دیکھ لو وہ زرا سی بھی پریشان ہے کیا؟"

www.novelsclubb.com

"کیونکہ وہ آپ کے معاملے میں ہمیشہ اپنے جذبات چھپاتی ہے۔اور میں آپ کو بتا رہی ہوں کے بی ابھی اور اسی وقت ٹویٹ کریں اور اس اینکر کو اس کی اوقات یاد دلائیں۔"

"میں ایسے لوگوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتا کہ اب ٹویٹ کروں۔"

"میں آپ کی جگہ ہوتی نا تو اس کے سٹوڈیو میں ہی آگ لگوادیتی۔"

"اور اگر میں تمہاری طرح کا ہوتا تو کئی سالوں سے جیل کاٹ رہا ہوتا۔"

کچھ دیر بعد زخرف لاونج میں آئی اور چائے کے کپ میز پر رکھے،ریمورٹ پکڑ کر چینل بدل دیا۔ٹی وی پر اب دوسرا نیوز چینل لگا تھا۔اس چینل پر چلنے والی ویڈیو کو دیکھ کر ایزا اور یوسف ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھے۔وہاں یوسف کے گیسٹ ہاوس کے ایک کمرے کی ویڈیو چل رہی تھی۔ویڈیو میں یوسف مرجان اور ایک بڑے چینل کا فاروقی نامی اونر صاف دکھتا تھا۔ویڈیو میں صاف سنائی دے رہا تھا کہ کیسے وہ شخص یوسف مرجان کو دھمکی دے رہا ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ ویڈیو کس نے بنائی؟"ایذا خوشی اور حیرانگی کی کیفیت میں بولی۔

"عجیب بات ہے۔وہاں تو اس دن کوئی نہیں تھا۔"یوسف بھی پزل ہو کر بولے۔

زخرف صوفے سے ٹیک لگائے مسکراہٹ دبائے کنکھنی آنکھوں سے ان کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔اس نے اپنا فون پکڑا اور وہ فیک اکاونٹ ڈیلیٹ کر دیا جو اس نے وہ ویڈیو اپلوڈ کرنے کے لیے بنایا تھا۔ذہن میں گزرے کل کا منظر گھوما۔

(وہ اس کتے اور اس کی رکھوالی کرنے والے کو وہی چھوڑ کر اس پتھریلی راہداری پر نکلی تو نظر سامنے گیسٹ ہاوس کی عمارت پر پڑی۔وہاں سیڑھیاں چڑھ کر سامنے کی دیوار پر بہت ساری آئل پینٹنگز لگی تھیں۔وہ گیسٹ ہاوس کی جانب بڑھ گئی۔سیڑھیوں چڑھ کر ان پینٹنگز کے سامنے کھڑی انہیں دیکھنے لگی۔اندر سے دو لوگوں کی دھیمی سی بات کرنے کی آواز آرہی تھی۔جہانگیر یا کوئی بھی گارڈ آس پاس نہیں تھا۔وہ پینٹنگز کو چھوڑتی اندر کی جانب آئی۔اندر آتے ہی اس کی نظر ایک کمرے کی کھڑکی پر پڑی جس کے اس پار کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔اندر کمرے

میں یوسف مرجان اوران کے ساتھ کوئی آدمی موجود تھا۔اندر آنے پر ان کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔زخرف واپس جانے لگی اور تبھی وہ ایک دم رکی۔اس آدمی نے فون یوسف مرجان کے سامنے کرر کھا تھااور فون پر کوئی ویڈیو چل رہی تھی۔وہاں مکمل خاموشی ہونے کی وجہ سے آواز بلکل صاف سنائی دیتی تھی۔فون سے بہت سارے بچوں کی آوازیں ابھر رہی تھیں جو یوسف مرجان کے خلاف بیان دے رہے تھے۔

'کیا یہ آدمی بابا کو بلیک میل کر رہا ہے؟'زخرف نے اپنے گلابی فراک کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالااور فون نکالا۔فون پر وہ ان کی ویڈیو بنانے لگی۔ویڈیو بناتے اس کے تاثرات بدلتے گئے۔وہ آدمی واقعی یوسف مرجان کو دھمکی دے رہا تھا۔وہ وہیں کھڑی انکی ساری گفتگو کو ریکارڈ کرتی گئی،ساتھ وہ بار بار مڑ کے پیچھے دیکھتی کہ کوئی آنا جائے۔ان کی گفتگو ختم ہوئی اور وہ آدمی دروازے کی جانب بڑھا۔زخرف نے فورا فون جیب میں ڈالااور دوڑ کر کھڑکی سے دور کھڑی ہو گئی۔وہ باہر نکلااور ایک

www.novelsclubb.com

گہری نظر اس گلابی فراک والی لڑکی پر ڈالی اور تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔اس کے جاتے ہی زخرف پھر سے کھڑکی کی طرف آئی۔اندر یوسف مرجان صوفے پر پیچھے کو سر گرائے آنکھیں موندے بیٹھے تھے۔وہ کئی لمحے رنجیدگی سے انہیں دیکھتی رہی اور پھر گیسٹ ہاوس سے نکل کر گھر کی جانب بڑھ گئی۔)

"جس کسی نے بھی یہ سب کیا ہے ناکے بی یقیناوہ بہت ہی نیک انسان ہو گا۔" ایذا نے ریموٹ پکڑ کر ٹی وی کی آواز قدرے بلند کر دی تھی۔سوائے فاروقی نامی شخص کے چینل کے ہر چینل پر وہ ویڈیو چلائی جارہی تھی۔اس مخصوص چینل کا تیار کردہ پروپیگنڈا ایک ویڈیو سے ٹھپ ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

....

وہ جمائی کو روکتی جم کادروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی تو وہاں اکادکا لوگ موجود تھے۔اس نے جم بیگ ایک کونے میں رکھا اور سیدھی ہو کر اپنی پونی ٹائٹ کرنے لگی۔اندر آتے ہوئے اس نے ارسم کی گاڑی باہر دیکھ لی تھی تو یقیناوہ بھی جم میں

موجود تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں ادھر ادھر اسے تلاش کرنے لگیں۔ آگے ایک ہال کی کھڑکی کے اس پار وہ اسے دکھائی بھی دے دیا۔ لیکن اسے دیکھتے ہی زخرف کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ پچاس کلو کے وزن سے ورزش کر رہا تھا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔

"اس نے اس دن ڈرامہ کیا تھا؟" اس کے سامنے بہت لوگ یہاں اس سے بھی زیادہ وزن اٹھاتے تھے، اسے بے یقینی اس وزن اٹھانے پر نہیں تھی۔ وہ تو بس اسے ایک اناڑی سا ولایتی لڑکا سمجھ رہی تھی۔

"بلکل۔" ٹرینر کی آواز پر وہ مڑی۔ اسکا جم ٹرینر بھی اندر اس لڑکے کو ورزش کرتے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے بھی لگا تھا کہ اس لڑکے میں کوئی دم خم نہیں ہے، شروع کے دنوں میں تو بس ٹریڈ مل پر دوڑ کر چلا جاتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہے، شاید وہ اس دن تمہارا دل رکھ رہا تھا۔"

"میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے، اور ویسے بھی میں تو اس لڑکے کو جانتی بھی نہیں ہوں۔" تیزی سے بولی۔ ٹریز نے کندھے اچکا دیے۔

"ٹھیک ہے چلو پھر ورک آوٹ شروع کرتے ہیں۔" وہ ارسم پر نظر ڈالتی پھر سے ٹریز کی جانب مڑی جو کہ اب پروٹین کی بوتل منہ سے لگائے کھڑا تھا۔

"ویسے کتنا وزن اٹھالیتا ہو گا وہ۔" جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بے نیاز سے تاثرات دیتی بولی۔ "ویسے ہی پوچھ رہی ہوں۔" واضح کیا۔

"ہمم، اسی کلو تو اٹھا ہی لیتا ہو گا۔"

"اسی۔" حیرت سے بولی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ ایک مختلف ہال میں تھی۔ اس کے سامنے بیٹھا ٹریز افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسی کلو کے ڈمبل سے لڑ رہی تھی۔ جسم مکمل طور پر پسینے سے شرابور تھا۔

"پچھلے آدھے گھنٹے سے میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ یہ پاگل پن چھوڑ واور اپنے ایبس شروع کرو۔" وہ اس کی بات ان سنی کر کے اپنے کام میں مصروف رہی۔ ٹریز کی پیچھے کھڑکی پر نظر پڑی جہاں ارسم کھڑا مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ٹریز کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اسی ہال میں ایک آدمی لیگ پریس مشین پر بیٹھا تولیے سے اپنا پسینہ صاف کر رہا تھا۔ وہ بھی کافی دیر سے اسے یہ حرکت کرتے دیکھ رہا تھا۔

"اس لڑکی کے پاگل پن کی وجہ سے دوسرے ڈسٹریکٹ ہو رہے ہیں۔" وہ اتنی آواز سے بولا کہ زخرف کو سنائی دے گیا۔ اس نے غصیلی آنکھوں سے اس آدمی کو دیکھا۔

"اوہ انکل جی، آپ جو روز ورزش کرتے ہوئے تین بندوں کی آوازیں نکالتے ہیں، میں نے کبھی شکایت کی ہے۔" ٹریز نے بمشکل منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی روکی۔

"ان ماڈرن عورتوں سے تو بات ہی نہیں کرنی چاہیے، قینچی جیسی زبان چلتی ہے انکی۔"آدمی دھیرے سے بڑبڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو میں واقعی پاگل ہوں، آخر میں یہ سب کیوں کر رہی ہوں۔"وہ اس ڈمبل کو ایک لات مار کر وہی زمین پر بیٹھ گئی اور سانس بحال کرنے لگی۔

"ویسے اگر میں تھوڑا تھوڑا وزن بڑھاتی جاوں تو کتنے مہینوں میں اسی کلو اٹھانے کے قابل ہو جاوں گی؟"پھر تھوڑی دیر بعد سوچتے ہوئے بولی۔ارسم ہنسی دباتا کھڑکی سے پیچھے ہٹ گیا۔

"پتہ نہیں کیا کیا حرکتیں شروع ہو گئی ہیں میری جم میں۔"ٹریزا اپنی تھوڑی کھجاتا بولا۔

....

وہ ایک پر تعیش سا دفتر تھا۔ایک ادھیڑ عمر شخص سگار منہ سے لگائے شیشے کی دیوار کے ساتھ کھڑا باہر لاہور کی آلودہ فضا کو دیکھ رہا تھا۔اس کے پیچھے ایک نوجوان ٹیبلٹ پکڑے کھڑا تھا اور مسلسل سکرین پر انگلیاں چلا رہا تھا۔اس نے ایک نظر اٹھا کر اپنے باس کو دیکھا اور قدرے سنبھل کر بولا۔

"ویڈیو ہر جگہ پھیل چکی ہے۔نوجوان انجوائے کرتے ہوئے اسے شئیر کر رہے ہیں اور ہم کچھ نہیں کر پا رہے سر۔"

"صبح سے تم یہی ایک بات کر رہے ہو۔اور اگر تم نے ایک دفعہ مزید یہی بکواس کی تو میں تمہیں یہی سے نیچے پھینک دوں گا۔" وہ دھیمے لہجے میں بولا البتہ وہ نوجوان کچھ قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"آپ کے لیے بلیک کافی لاوں سر، بہتر محسوس کریں گے آپ، یا پھر کوئی فریش جوس۔"

"مجھے فلحال صرف احمد سے ملنا ہے ابھی تک آیا کیوں نہیں وہ۔"

"معذرت فاروقی،ٹریفک کی وجہ سے دیر ہو گئی۔" ایک نوجوان ڈھیلے ڈھالے سے لباس میں ملبوس آفس میں داخل ہوا۔اس آواز پر فاروقی فوراً مڑا۔ پھر گردن موڑ کر اپنے سیکرٹری کو دیکھا۔

"جاؤ اور کچھ دیر تک اندر کوئی نا آئے۔" اسکا سیکرٹری سمجھ کر سر ہلاتا باہر نکل گیا۔ آنے والا نوجوان اب میز کے پاس پڑی ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"تم جانتے ہی ہو گے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے احمد۔" فاروقی سربراہی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ سگار ایش ٹرے میں رکھ دیا۔اچانک دروازہ کھلا اور تھری پیس میں ملبوس ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔اس کے بال اتنے پرفیکٹ تھے کہ نقلی دکھتے تھے۔یقیناً وہ وگ تھی۔

"تم کچھ کر رہے ہو فاروقی یا ہم ایسے ہی گالیاں کھاتے رہے گے۔" اس کا چہرہ غصے سے لال تھا۔

"تم چلاو مت،اور یہ تو ہر گز نا بھولو کہ وہ سٹوری تمہاری ہی تھی۔" فاروقی کرسی سے اٹھا اور اس کے مقابل کھڑا ہوا۔ احمد نامی نوجوان افسوس سے انہیں دیکھنے لگا۔ اب اندر آنے والا نوجوان برہان ابید تھا۔ جو کہ فاروقی کے چینل کا بے حد مشہور صحافی تھا اور کل رات یوسف مرجان کے خلاف شو بھی اسی نے کیا تھا۔

"ہاں لیکن تم بھی ساتھ برابر کے شریک ہو۔ اگر تمہیں اس زمین کا لالچ نا ہوتا جس پر یوسف مرجان اپنا اگلا پروجیکٹ شروع کرنے والے ہیں تو یہ سب نا ہوتا"

"اگر آپ دونوں جھگڑا بند کریں تو میں بتاوں کہ میں اس شخص تک پہنچ چکا ہوں جس نے وہ ویڈیو اپلوڈ کی ہے۔" احمد اطمینان سے بولا تو وہ دونوں ٹھہر کر اسے دیکھنے لگے۔

"کس نے؟" فاروقی احمد کے قریب جاتے ہوئے بولا جو اب اپنے لیپ ٹاپ پر جھکا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو وہ دونوں خاموش ہوئے اسی کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔

"تمہیں حیرانی ہو گی فاروقی لیکن یہ کام ایک لڑکی نے کیا ہے۔"

"لڑکی؟"

"ہاں، وہ ویڈیو ایک فیک اکاونٹ سے ڈالی گئی تھی جسے ویڈیو اپلوڈ کرنے سے کچھ ہی دیر پہلے بنایا گیا تھا۔ اور اس جعلی اکاونٹ بنانے والی لڑکی کے اصل اکاونٹ تک پہنچ چکا ہوں میں۔" اس نے لیپ ٹاپ پر کچھ کیز دبائیں اور لیپ ٹاپ کی سکرین ان دونوں کے سامنے کی۔ وہاں انسٹا گرام کا ایک اکاونٹ کھلا پڑا تھا۔

"کنٹینٹ دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک لڑکی کا اکاونٹ ہے، لیکن اس نے یہ اکاونٹ اپنے اصل نام سے نہیں بنایا اور اس نے اپنی کوئی تصویر بھی اپلوڈ نہیں کی، وہ اکاونٹ پر رینڈم سا کنٹینٹ اپلوڈ کرتی ہے۔" فاروقی اور برہان ابید سکرین پر جھکے تو سامنے اس اکاونٹ کا نام بڑا سا لکھا نظر آ رہا تھا۔

Alice in worstland

"یہ کیا بجگانا سا نام ہے؟" فاروقی سیدھا ہوا، پھر ایک دم کچھ یاد آنے پر ٹھٹکا۔

"ایک منٹ۔" ابید اور احمد نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

" کہیں یہ وہ کل والی لڑکی تو نہیں، ہاں وہی تھی وہاں صرف، میرے ذہن میں بات پہلے کیوں نہیں آئی۔" وہ خود سے بولتا ان کی جانب مڑا۔ "کل یوسف مرجان کے گیسٹ ہاوس میں اس وقت ایک لڑکی موجود تھی، یقیناً اسی نے وہ ویڈیو بنائی ہے۔ لیکن وہ لڑکی تھی کون؟"

"یہ سب چھوڑو، تمہیں اس لڑکی کا چہرہ یاد ہے؟ ہم اسکا سکیچ بنوا سکتے ہیں۔" احمد فوراً سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں بہت اچھے سے یاد ہے۔ بھورے بال تھے اس کے اور بہت خوبصورت بھی تھی، آنکھوں کا رنگ بھی بھورا ہی تھا شاید۔" وہ سوچتے ہوئے بولا۔

"بھورے بال اور بھوری آنکھیں؟ کیا واقعی۔" برہان حیرت میں ڈوبے بولا۔

"ہاں بالوں کا رنگ تو مجھے اچھے سے یاد ہے۔"

"فاروقی جانتے ہو بھورے بال اور بھوری آنکھیں کس کی تھیں؟ یوسف مرجان کی بیوی اور اس کی۔۔۔۔"

"بیٹی۔" فاروقی کہتا، ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے ہنسا۔ "برہان اس کی بیٹی کا اس دنیا میں اب تک نام ونشان بھی نہیں بچا ہوگا۔ اس ملک کے بہت بڑے مافیا کے ہتھے چڑھی تھی وہ اور وہ لوگ اپنے دشمن کو قبر میں اتارتے وقت دیر نہیں لگاتے۔ اور ویسے بھی یوسف مرجان ایک ایسی عورت کی محبت میں گرفتار ہوا تھا جس کے بھورے بال اور بھوری آنکھیں تھیں تو یقیناً عورتیں اسے امپریس کرنے کے چکروں میں بال ڈائی کر کے اور لینز لگا کر اس کے ارد گرد منڈلاتی ہو گیں۔ تم جانتے نہیں ہو کیا عورتوں کو؟" ایک دم جھنجھلا کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"تم جلدی سے کسی سکیچ بنانے والے کو بلاو، میں اس لڑکی کو چھوڑوں گا نہیں۔" وہ برہان کو ہدایت کرتا پھر سے سربراہی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سگار پھر سے اٹھا کر لبوں سے لگالیا۔

....

جم کے بعد شاور لے کر وہ سیدھی ہسپتال آئی تھی۔ یہ وہ ہسپتال تھا جہاں ایذا کے مطابق سمیر ہوتا تھا۔ ایذا نے اس کی آج کی اپائیمنٹ لے رکھی تھی۔ وہ اورل ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی اور ریسیپشن ڈیسک پر آئی۔

"مجھے ڈاکٹر سمیر سے ملنا ہے۔"

ریسیپشنسٹ نے کمپیوٹر سے نظر اٹھا کر ایک مصروف انداز میں اسے دیکھا۔

"اپائیمنٹ ہے آپ کی؟" پھر سے کمپیوٹر پر جھک گئی۔

"ہاں بلکل۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نام بتائیں۔"زخرف نے ساری ڈیٹیلز بتائیں تو وہ لڑکی سیدھی ہوئی۔

"ٹھیک ہے روم نمبر ۲۰ میں چلی جائیں۔"وہ اوکے کہتی آگے کاریڈور میں بڑھ گئی۔

کمرہ نمبر ۲۰ کا ہلکا سا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوئی تو سامنے سفید کوٹ میں وجیہانہ چہرے والا سمیر بیٹھا تھا۔اسے دیکھ کر وہ مسکرایا۔وہ سلام کرتی اندر آئی اور سامنے کی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیسی ہیں آپ اور آپ کی دوست کیسی ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے بولا۔زخرف کے تاثرات ایک دم بدلے۔

"دوست ؟"

"جی بلکل آپ ایذا کی دوست ہی ہیں نا، کل ریستوران میں اس کے ساتھ ہی آئی تھیں آپ۔"وہ دونوں ہاتھ باہم پھنسائے آگے کو ہو کر بیٹھا تھا۔حیرت کی بات

www.novelsclubb.com

تھی وہ توریستوران میں ان سے کافی دور بیٹھی تھی، یقیناً اس نے ان دونوں کو اکٹھے باتیں کرتے ہوئے وہاں داخل ہوتے دیکھ لیا ہوگا۔ جو بھی تھا اس کی نظر بہت گہری تھی۔

"کیا واقعی آپ وہی ہیں، مجھے تو بلکل اندازہ نہیں ہو سکا کہ آپ وہی سمیر ہونگے۔" مصنوعی حیرانگی چہرے پر لاتے ہوئے بولی۔ ان دونوں کا پلین تو خراب ہو ہی چکا تھا۔ کاش وہ ناہی آتی۔

"خیر کیا چیز آپ کو یہاں لے آئی۔" وہ ہنوز مسکراتے ہوئے بولا۔

"دراصل۔۔۔" رک کر کھانسی کی۔ اگر وہ پکڑی گئی؟ "وہ میرے دانت میں کچھ دنوں سے درد تھا۔"

"آپ باقائیدگی سے اپنا چیک اپ تو کرواتی ہیں نا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں ہاں بلکل، دراصل میرے فیملی ڈینٹیسٹ چھٹیوں پر ہیں اسی لیے مجھے یہاں آنا پڑا۔" زبردستی مسکرائی۔

"ٹھیک ہے آپ اس طرف آجائیں، میں چیک کرتا ہوں۔" وہ برے سے دل کے ساتھ ڈینٹل چیئر کی جانب بڑھی جو کمرے کی دوسری جانب پڑی تھی۔ وہ تو کبھی اصل میں دانت میں درد ہونے پر ڈینٹیسٹ کے پاس نہیں جاتی تھی اور اس ایذا کی بچی کے لیے اسے کیا کیا کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے منہ کھولے اب؟ اسے سوچ سوچ کر ہی کوفت ہو رہی تھی۔

سمیر پاس ہی ایک اوزاروں کی ٹرے پر جھکا تھا۔

"آپ کی دوست نے ذکر تو کیا ہی ہو گا میرا۔"

"جی، ذکر کیا تھا اس نے اور کافی تعریفیں بھی کی تھیں آپ کی۔" وہ ڈینٹل چیئر پر جوتا اتارے پیچھے کو ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ سمیر اس کی بات پر مسکرایا۔

"آپ کا ایذا کے بارے میں کیا خیال ہے؟" زخرف اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

"ہمم، اچھی لڑکی ہے ایذا۔" کچھ دیر کمرے میں خاموشی رہی۔ سمیر نے ہاتھ میں ٹورچ پکڑی اور اس کی جانب منہ کیے کھڑا ہو گیا۔

"آپ کیا کرتی ہیں، مس؟" ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا۔

"لوگوں کو جج، وہ بھی بہترین طریقے سے۔" زخرف بھی جواب میں مسکرا کر بولی۔ وہ اس کے جواب سے محظوظ ہو کر ہنسا۔ وہاں پاس ہی زخرف کا ہینڈ بیگ پڑا تھا۔ وہ اس ہینڈ بیگ کو دیکھنے لگا۔

"آپ برینڈ نہیں پہنتیں کیا؟"

"جی؟" وہ حیرت سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"دراصل میں نے ہمیشہ اپنے گھر کی عورتوں کو برینڈ پہنایا ہے۔ پھر چاہے وہ میری ماں ہو، میری بہنیں ہوں یا پھر میری ہونے والی بیوی۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ زخرف کے ذہن میں گھنٹی سی بجی۔

"مطلب کیا ہے تمہارا۔" وہ یونہی ٹیک لگائے بولی۔ البتہ آپ سے تم پر آگئی تھی۔

"مطلب یہی ہے کہ آپ کافی سمجھدار لڑکی لگتی ہیں اور آپ جیسی سمجھدار لڑکیاں کوئی بھی موقع آسانی سے جانے نہیں دیتیں۔" زخرف کو اس کی بات سے دھچکا لگا تھا لیکن اس کے تاثرات اس کی اندر کی حالت سے مختلف تھے۔ وہ بھی سمیر کی طرح مسکرائی تھی۔ وہ اس بستر سے اتری اور اپنا جوتا پہن کر اس کے برابر کھڑی ہوئی۔

"تم نے بلکل ٹھیک کہا کہ میرا بیگ برینڈڈ نہیں ہے۔" مسکراتے ہوئے دو قدم مزید اس کے قریب آئی۔ ہاتھ بڑھا کر سمیر کے پاس پڑا اپنا بیگ پکڑا۔

"لیکن جانتے ہو میرے اس معمولی سے بیگ میں بھی ایک بہت خاص چیز ہوتی ہے۔ جاننا چاہتے ہو وہ کیا ہے؟" سرگوشی کے انداز میں بولی۔ سمیر یونہی مسکراتا رہا۔ زخرف نے اپنے بیگ کی زپ کھولی اور اندر سے ایک انگلی جتنی کوئی شے نکالی اور اس کے چہرے کے سامنے لہرائی۔ وہ کوئی چھوٹی سی سپرے کی بوتل تھی، اور اس پر لکھا ہوا زخرف کی انگلیوں نے چھپا رکھا تھا۔ اس کے چہرے کے سامنے بوتل لہراتے ہوئے زخرف نے نوزل پر انگلی دبائی اور ایک دم سے ڈھیر ساری مرچیں پھوار کی صورت میں بوتل سے نکلتی سمیر کی آنکھوں پر حملہ آور ہوئیں۔ وہ ایک دم اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا، چیختے ہوئے نیچے کو جھکا۔ زخرف فوراً سے دروازے کے قریب بھاگی۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے، میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔" وہ چلاتے ہوئے بولا۔

"دوبارہ میری دوست کے قریب بھی نظر آئے نا تو تمہاری ٹانگیں توڑ کر تمہارے ہاتھوں میں پکڑا دوں گی۔" وہ کہہ کر فوراً دروازہ کھول کر باہر کو بھاگی۔ ہسپتال سے

www.novelsclubb.com

بھی وہ تقریبا دوڑتے ہوئے ہی نکلی۔ پھولے سانس کے ساتھ وہ گاڑی میں بیٹھی اور فورا سے وہاں سے نکل گئی۔

....

"مجھے یقین نہیں آرہا۔ وہ تو ایسا بلکل نہیں لگتا تھا۔" ایذا سر ہاتھوں میں دیے صوفے پر بیٹھی تھی۔

"مجھے تو خود یقین نہیں آیا تھا، کیسی بے باکی سے اس نے وہ ساری بکواس کر دی، اب بیٹھا ہو گا مزے سے کسی آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس۔" وہ منہ میں دو چپس کے ٹکڑے ڈالتے ہوئے بولی۔

"اگر میں بغیر سوچے سمجھے اس سے شادی کے لیے ہاں کر دیتی تو میری تو زندگی برباد ہو جاتی۔ ایک پلے بوائے کے ساتھ شادی؟ اف مجھے تو سوچ کر ہی جھرجھری آرہی ہے۔" اس نے زخرف کی گود میں پڑے باول میں ہاتھ ڈالا اور پانچ چھے چپس اکٹھے پکڑ منہ میں ڈالے۔

"ایذا تم اداس مت ہو، میں نے تو وہی کیا جو تم چاہتی تھی۔" زخرف افسوس سے اسے دیکھتی بولی۔

"پاگل مت بنو، تمہارا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔ تم نے بہت اچھا کیا جو اس کی آنکھوں میں مرچیں ڈالیں۔ میں تو بس یہ سوچ رہی ہوں کہ امی کو کیا کہہ کر منع کروں۔" اس نے پھر سے سات آٹھ اکٹھی چپس باول سے جھپٹی۔ زخرف نے گھور کر اس کے ہاتھ کو دیکھا۔

"بس کہہ دو کہ مجھے لڑکا کردار کا اچھا نہیں لگا، اس کی شکل سے ہی دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ شریف انسان ہر گز نہیں ہے۔"

"امی کچھ ہی دن پہلے اس سے ملیں تھیں، جب وہ اپنی فیملی کے پاس فیصل آباد گیا تھا اور جانتی ہو امی اسے دیکھ کر مجھے کیا بتا رہی تھیں، کہ انہیں بہت پیبا لڑکا لگا ہے وہ۔"

"پھر تو بہت ہی شاطر ہے وہ۔"

www.novelsclubb.com

"سوچ رہی ہوں یا سر سے بات کروں، وہی امی کو سمجھائے گا۔" اداسی سے چپس کھاتی ہوئی بولی۔ اب کے اس نے ہاتھ بڑھا کر تقریباً دس چپس کے ٹکڑے اکٹھے پکڑے۔ زخرف نے اس کے ہاتھ کو دیکھا، اسکا ضبط جواب دے گیا تو اس نے زور سے اس کے ہاتھ پر چت لگائی۔

"انسانوں کی طرح ایک ایک پکڑو، ابھی میں نے تھوڑی سی کھائی ہے اور آدھا باول ختم بھی کر گئی ہو تم۔" ایذا نے بے یقینی سے اپنی دوست کو دیکھا۔

"ایک چپس کے پیچھے تمہیں ایسی بات کرتے شرم نہیں آ رہی۔ تمہیں تو الٹا میرے لیے کچھ سپیشل بنانا چاہیے کیونکہ میرا دل ٹوٹا ہے۔"

" بلکل، پانچ سال کی منگنی ٹوٹی ہے نا تمہاری۔ اور یہ جو تمہارا پلاسٹک کا دل ہے نا اسے یہاں آنے سے پہلے جوڑ کر آیا کرو۔"

"کتنی بری انسان ہو تم۔ مجھے یقین نہیں آرہا میں نے تم جیسی لڑکی سے دوستی کی؟ یقین جانو اگر مجھے کے بی جیسے ایک نیک انسان کا لحاظ نا ہوتا نا تو یہاں ایک لمحہ نا مزید رکتی۔"

"تم جو بھی کہہ لو، چپس اب تمہیں نہیں ملے گی۔ اپنے حصے کی کھا چکی ہو تم۔"

"اور جو پرسوں میں بنا کر لائی تھی؟"

"اس کے بھی تین حصے تم نے ہی کھائے تھے۔" زخرف اس سے کافی دور ہو کر بیٹھ چکی تھی جہاں اس کی چپس کے باول تک رسائی نا ہو۔

"اصل دوست وہ ہوتے ہیں جو کبھی اس طرح کے حساب کتاب نہیں رکھتے۔ اور تم بلکل نقلی دوست ہو۔"

"تمہارے جیسی دوست ہو تو حساب کتاب رکھنا ہی پڑتا ہی ورنہ انسان دو ہی دنوں میں کنگال ہو جائے۔" ایذا کچھ دیر بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر دوسری

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانب منہ کر کے بیٹھ گئی۔ زخرف خاموشی سے چپس کھاتی رہی۔ چپس کھاتے ہوئے اس نے آگے ہو کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا۔

"ایذا؟"

"میری تو قسمت ہی خراب ہے۔ تم اس لڑکی کا دکھ نہیں سمجھ سکتی جس کو وہ لڑکا دھوکا دے جائے جس سے اس کی شادی ہونے والی تھی۔" روہانسی ہو کر بولی۔

"ایذا ڈرامے مت کرو، میں تمہارے جھانسے میں نہیں پھنسوں گی۔"

"تم میری فیلنگز نہیں سمجھ سکتی، اوہ زی تم ایسی لڑکی کی فیلنگز کبھی سمجھ ہی نہیں سکتی۔ جو بھی تھا، تھا تو وہ ہینڈسم نا۔ میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔" اس نے سر اپنے گھٹنوں میں دے دیا۔ زخرف نے چپس ختم کر کے باول دھیرے سے ٹیبل پر رکھا۔

"اچھا اور وہ کیا چیز ہے جو تمہارا ٹوٹا ہوا دل جوڑ دے گی؟" نرمی سے بولی۔

"شاید چپس۔ میں نے ایک نیوز پیپر میں پڑھا تھا۔ جس انسان کا دل ٹوٹا ہوا سے آلو کی چپس کھلانی چاہیے۔اس کا دل تو نہیں جڑتا لیکن اسکا موڈ بہتر ہو جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے تھوڑی سی لے لو۔" زخرف کی بات پر ایذا نے فوراً سے گھٹنوں پر سے سر اٹھایا اور اس کی جانب مڑی۔زخرف کے ہاتھ خالی تھے اور خالی باول میز پر پڑا تھا۔زخرف ایک دم پیچھے صوفے پر گرتے ہوئے ہنستی گئی۔

"میں تو پہلے ہی جانتی ہوں تم ایک بری لڑکی ہو اور نقلی دوست بھی۔" ایذا منہ بسور کر بولی۔زخرف پیٹ پکڑے ہنستی جارہی تھی۔ہنستے ہوئے وہ صوفے سے نیچے گر گئی۔نیچے زمین پر لیٹی بھی وہ ہنستی جارہی تھی۔ایذا نے ایک کشن پکڑ کر زور سے اسے مارا۔وہ ہنسی روکتی ہوئی اٹھی اور کشن پکڑ کر ایذا کی جانب پھینکا۔ایذا صوفے پر کھڑی ہوئی اور ایک کے بعد ایک کشن اس کی طرف پھینکتی گئی۔زخرف بچتی ہوئی دروازے کی جانب بھاگی۔وہ دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ایذا نے پوری قوت سے کشن اس جانب پھینکا۔زخرف فوراً پیچھے ہٹی۔اسی لمحے یوسف دروازہ

کھول کر داخل ہوئے۔ان کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔کشن زور سے ان کے ہاتھوں کے قریب لگااور پیکٹ گر گیا۔اندر سے کئی کاغذ نکل کر ادھر ادھر بکھر گئے۔ایذاجو دوسرا کشن پکڑ کر پھینکنے ہی والی تھی اس کے ہاتھوں کو بریک لگی۔ زبان دانتوں کے نیچے دبائی۔زخرف جس کی ہنسی رکی ہی تھی یہ سب دیکھ کر وہ پھر سے وہیں زمین پر بیٹھ کر ہنسنے لگی۔

"کر کیا رہی ہو تم دونوں؟"وہ ہلکے سے غصے میں بولے۔

"سوری کے بی میں نے آپ کو نہیں مارا تھا۔"ایذا صوفے سے اتر کر دوڑ کر ان کی طرف آئی۔یوسف اور ایذا نے جھک کر کاغذ اکٹھے کیے۔وہ دونوں سیدھے ہو کر زخرف کو دیکھنے لگے جو ابھی بھی پیٹ کے بل جھکی ہنستی جا رہی تھی۔

ایذا ان کے قریب جھکی اور دھیمی سی آواز میں بولی۔

"کے بی، کبھی آپ نے سوچا ہے کہ آپ نے ایک نارمل بیٹی ہر گز پیدا نہیں کی۔"

یوسف نے مڑ کر ایذا کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"خیر نارمل تو تم بھی نہیں ہو۔" وہ کہتے اپنے کاغذات سنبھالتے آگے بڑھ گئے۔

....

زخرف کے اپارٹمنٹ بلڈنگ سے بے حد دور اس عمارت میں موجود شیشے کی دیواروں والے دفتر میں بے حد خاموشی تھی۔ فاروقی اپنی کرسی پر بیٹھا تھا، پیچھے ٹیک لگائے آنکھیں موندرکھی تھیں۔ آفس کی ایک جانب جہاں صوفہ سیٹ پڑا تھا، احمد ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا، سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا، البتہ اسکا دھیان اپنے فون پر تھا جہاں اس نے وہی انسٹا گرام کا اکاونٹ کھول رکھا تھا۔ وہ بار بار اسے ریفریش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

زخرف اپنے بستر میں لیٹی تھی، کمرے میں اندھیرا تھا البتہ چہرہ موبائل کی نیلی بتی سے روشن ہو رہا تھا۔ وہ سکرول کرتے ہوئے رکی، ایک میم دیکھ کر خوب ہنسی اور اسے اپنی سٹوری پر شئیر کر دیا۔۔۔۔

احمد فوراسیدھاہوا۔alice in worstlandکی سٹوری کادائرہ سرخ ہوا تھا۔اس نے فوراکلک کیا۔سٹوری دیکھ کر وہ بکتا جھکتا پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔اس کے سامنے بیٹھے فاروقی نے آنکھیں کھولیں اور اکتا کر اسے دیکھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ تم کیا کر رہے ہو۔"احمد نے اس کی بات سنی لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

سکرول کرتے زخرف کے ہاتھ پھر سے رکے،ایذا نے اسے اپنی سٹوری میں مینشین کیا تھا۔اس نے اس کی سٹوری کھولی۔ایذا نے کوئی میم شئیر کی تھی اور اسے مینشن کر کے نیچے لکھا تھا،'اپنی پروموشن کی خوشی میں کل پھر شاپنگ کروا رہی ہو نا نقلی دوست۔'زخرف دھیرے سے ہنس دی۔وہ جانتی تھی کہ وہ ایسے اس کی جان نہیں چھوڑے گی۔اس نے وہ اپنی سٹوری پر شئیر کیا اور نیچے لکھا۔'جو حکم، لالچی عورت'۔۔۔۔

احمد نے جمائی روکتے ہوئے پھر سے انسٹا گرام کو ریفریش کیا۔ سٹوری کا دائرہ پھر سے سرخ ہوا تھا، اس نے اسے کلک کیا۔ سٹوری دیکھتے ہوئے وہ بلآخر مسکرایا۔ نظریں اٹھا کر فاروقی کو دیکھا جو اکتائے تاثرات سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"شکار اپنے جال کے بہت قریب پہنچ گیا ہے۔" گہری مسکراہٹ سے بولا۔

"کیا مطلب ؟" فاروقی ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"دراصل اس نئی جنریشن کو اپنی ہر ذاتی شے سوشل میڈیا پر شئیر کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ میں اسی بلنڈر کی توقع کر رہا تھا اور اس نے وہ کر بھی ڈالا۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا مجھے سمجھ نہیں آئی۔ کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ علم ہو گیا ہے۔" فاروقی اٹھا اور آ کر احمد کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ احمد نے اس کو وہ سٹوری دکھائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ یقیناً اس کی دوست ہو گی، جو اسے شاپنگ پر جانے کا بول رہی ہے۔اور جانتے ہو اس سٹوری کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہ وہ دونوں سہیلیاں کل شاپنگ پر جانے والی ہیں۔"

"لیکن تمہیں کیسے پتہ کے اسکی دوست لڑکی ہی ہے۔"

"اسکا اکاونٹ ایذا کے نام سے بنا ہے تو یقیناً وہ لڑکی ہی ہے۔"

"لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ اس لڑکی نے اپنا اکاونٹ اپنے اصل نام سے کیوں نہیں بنا رکھا۔"

"بہت لڑکیاں پرائیوسی کی وجہ سے اصلی ناموں سے اکاونٹ نہیں بناتیں، لیکن خیر جو بھی وجہ ہے ہمیں کل علم ہو جائے گی۔"

لیکن تمہیں کیسے علم ہو گا کہ وہ شاپنگ کرنے کہاں جا رہی ہیں؟"

"تم اس کی فکر مت کرو، وہ لڑکی مجھے خود یہ بتائے گی۔" احمد نے مسکراتے ہوئے ٹیبل پر سے ایک صفحہ پکڑا۔ اس پر سکیچ بنا تھا۔ ایک لڑکی کا بلیک اینڈ وائٹ سکیچ۔۔۔۔۔۔

زخرف سکرول کرتی تھک گئی تو فون پرے ڈال دیا۔ نا جانے کیوں آج اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ آج صبح کا سمیر والا واقع اس کے ذہن میں گھوما تو اس نے جھرجھری سی لی۔ کاش اس کا دوبارہ کبھی بھی اس سے سامنا نا ہو۔ یہی سب سوچتے اس کا دھیان ارسم کی طرف چلا گیا۔ اس دن جب وہ اس کے نو سیکینڈز پر تیس کلو کا ڈمبل پھینکنے پر ہنسی تھی وہ یاد کر کے اسے شدید کوفت ہوئی۔ وہ سرہانے کے اندر منہ دیے زبردستی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

••••••••••••••••••••••••••••

www.novelsclubb.com

لاہور کی ایک مصروف سی سڑک کے کنارے سفید رنگ کی گاڑی کھڑی تھی۔احمد فرنٹ سیٹ پر بیٹھااکتاہٹ سے اپنے فون کو دیکھ رہاتھا۔اس کے ساتھ بیٹھے اس کے دوست نے جھنجھلا کر اسے دیکھا۔

"صبح سے ہم یہیں بیٹھے ہیں۔مجھے تو لگتاہے وہ دونوں لڑکیاں شاپنگ کر کے واپس بھی چلی گئی ہوں گی، بلکہ انہوں نے تو گھر جا کر کپڑے بھی ٹرائی کر لیے ہونگے۔"

"تم خاموش نہیں رہ سکتے مرزا، میرادماغ پہلے ہی خراب ہواہے۔"احمد اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے کم از کم اتناہی بتادو ہم انتظار کس چیز کا کر رہے ہیں؟"احمد نے کوئی جواب نہیں دیا۔مسلسل اس اکاونٹ کو ریفریش کرتے اس کی انگلی دکھنے لگی تھی۔ صبح سے بس ایک مورننگ کافی کی سٹوری اپلوڈ ہوئی تھی۔اس نے غصے سے موبائل ڈیش بورڈ پر پٹخا۔

"لڑکیوں کے تو شاپنگ کرتے ہوئے اس وقت تک پیسے ہی وصول نہیں ہوتے جب تک وہ سٹوری نا لگا لیں لیکن یہ کیوں نہیں لگا رہی۔" غصے سے کھڑکی کے اس پار دوڑتے ٹریفک کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں تو کہتا ہوں چھوڑو اس سب کو۔ کیا پتہ وہ کوئی انوسینٹ سی کیوٹ سی لڑکی ہو جس نے ایسے ہی شرارت کرتے ہوئے وہ ویڈیو بنا کر ڈالی ہو۔ اب بیچاری اس لڑکی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے تمہارا وہ پاگل دوست فاروقی۔" وہ کان کھجاتا ہوا بولا۔

احمد کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے، لیکن اپنے دوست کی بات پر نہیں۔ اس نے منہ موڑ کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی بڑی بات میں کیسے مس کر گیا؟" حیرت میں گھرے بولا۔

"کہ وہ لڑکی کیوٹ بھی ہو سکتی ہے؟ خیر لڑکیاں تو ساری ہی کیوٹ ہوتی ہیں لیکن تم جیسے سخت دل مرد۔۔۔"

"شٹ اپ۔" احمد کے غصے میں بولنے پر اس کی زبان کو بریک لگی۔ "میں یہ کیسے مس کر گیا کہ اس کی دوست اس سے پرموشن کی خوشی میں شاپنگ کرنا چاہ رہی تھی۔ اسکا مطلب یہ ہے وہ دونوں جاب کرتی ہیں، اور یقیناً آفس ٹائم کے بعد ہی وہ شاپنگ کرنے جائیں گی۔" اس نے پھر سے جوش میں آ کر فون پکڑا۔

"اتنی اہم بات تمہیں اتنی دیر بعد کیوں یاد آئی ہے، میری ٹانگیں اکڑ گئیں ہیں صبح سے یہاں بیٹھ بیٹھ کر۔"

احمد نے فون پر وقت دیکھا۔ شام کے پانچ بج چکے تھے۔ دفاتر کی چھٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ مسکرایا، شاید اسے تھوڑا سا ہی مزید انتظار کرنا تھا۔

....

ایزا اور زخرف شاپنگ مال میں داخل ہوئیں تو ایزا بہت اچھے موڈ میں تھی، البتہ زخرف کا منہ لٹکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اف آج تو میں ڈھیر ساری شاپنگ کروں گی۔" ایذا خوشی سے بولی۔

"میں بتارہی ہوں پہلے ہی، صرف ایک جوڑا لو گی تم، وہ بھی سب سے سستا والا۔" زخرف چڑ کر بولی۔ ایذا نے اسے نظر انداز کیا۔ ایذا نے کپڑے دیکھنے سے پہلے نئ جنریشن ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے شاپنگ مال کی اندر سے تصویر لی اور سٹوری پر ڈال دی۔ اسے دیکھتے ہوئے زخرف نے اپنا فون آن کیا۔ لیکن پھر وہ رکی۔

"میرے تو پیسے لگ رہے ہیں، مجھے کونسی خوشی ہے جو میں سٹوری ڈالوں۔" اس نے پھر سے فون بند کر دیا اور وہ دونوں آگے ایک شاپ کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

احمد ریفریش کرتا جارہا تھا، لیکن اکاونٹ پر کوئی اپڈیٹ نہیں تھی۔ اسکا ضبط جواب دینے لگا تھا۔

"کہیں انکا شاپنگ کا پلین کینسل نا ہو گیا ہو۔" اسکے دوست مرزا نے تبصرہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم منہ بند نہیں رکھ سکتے آج کے دن۔" ایک دم پھٹ کر بولا۔

"اس لڑکی کا غصہ مجھ پر تو مت اتارو۔" کچھ دیر گاڑی میں خاموشی رہی، پھر اسکا دوست کھنکارتے ہوئے بولا۔

"ایک منٹ موبائل دکھاو، صبح سے اتنا غصہ کر کر کے تمہارے سوچنے کی صلاحیت کو زنگ لگ چکا ہوگا لہذا مجھے کوئی کلیو ڈھونڈنے دو۔"

"تم کیا کر لوگے؟"

"دکھاو تو صحیح۔" اس نے فون پر اس اکاونٹ پر اپلوڈ کی ہوئیں سٹوریز کھولیں۔ جو کل کی احمد دیکھ چکا تھا۔ وہ اس سٹوری پر رکا، جہاں انہوں نے شاپنگ پر جانے کی بات کی تھی، کچھ دیر بغور اسے دیکھتا رہا پھر سر اٹھا کر احمد کو دیکھا۔

"وہ لڑکی اپنی دوست کو شاپنگ کروانے لے کر گئی ہوگی رائٹ؟" احمد نے اکتا کر اسے دیکھا۔

"اگر وہ شاپنگ کروا رہی ہے اسکا مطلب ہے اسکا خرچا ہوگا، اور جس کا خرچہ ہوتا ہے اسکا موڈ خراب ہوتا ہے۔ تو وہ سٹوری کیوں شئیر کرے گی۔ بلکہ سٹوری تو وہ دوست لگائے گی نا جس کو شاپنگ کروائی جا رہی ہے، مزے تو اسکے ہیں نا۔" احمد نے چونک کر اسے دیکھا۔ یہ آئیڈیا اسے کیوں نہیں آیا۔

"حیرت ہے تمہارا دماغ کب سے اتنا کام کرنے لگا۔" اس نے فون پکڑ کر وہ سٹوری دیکھی۔ اس کی دوست کا اکاونٹ وہاں مینشن تھا۔ اس نے اکاونٹ پر کلک کیا۔ سٹوریز کا دائرہ سرخ تھا۔

"جب سے تمہارے دماغ کو زنگ لگنا شروع ہو گیا۔"

احمد نے اس سٹوری پر کلک کیا۔ سامنے مال کی سٹوری لگی تھی۔ اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"اب تمہارے کام کا وقت آگیا ہے مرزا، بتاو یہ کونسا مال ہے۔" سکرین اس کی جانب کرکے بولا۔ اس نے بغور سکرین کو دیکھا۔

"ہاں جانتا ہوں، زیادہ وقت نہیں لگے گا ہمیں وہاں پہنچنے میں۔"

••••••••••••••••••••••••••

وہ دونوں مال میں داخل ہوئے تو احمد نے سکیچ والا کاغذ مرزا کو پکڑایا۔ خود اس نے فون پر اس سکیچ کی تصویر کھینچ لی تھی۔

"تم نیچے ڈھونڈو، میں سیکنڈ فلور پر جاتا ہوں۔" وہ دونوں بکھر گئے۔ مرزا اس سکیچ کو دیکھتے ایک ایک شاپ پر جا کر تلاش کرنے لگا۔ وہ تقریباً پانچویں شاپ میں گیا تو اسے دو لڑکیاں نظر آئیں۔ وہ دونوں دوسری جانب منہ کیے، ہینگرز پر ٹنگے کپڑوں کے سامنے کھڑیں ایک سوٹ پر تبصرہ کر رہی تھیں۔ وہ بے نیاز سا چلتا ہوا ہینگرز کی دوسری جانب گیا۔ اسی مقام پر رکا جس کے اس پار وہ لڑکیاں کھڑی تھیں۔ تیزی سے وہاں سے تین چار سوٹ ہٹائے۔ لڑکیوں اور اس کے بیچ اب کپڑے نہیں تھے اور وہ صاف انکا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے سکیچ پر دیکھا وہ لڑکی ان میں سے کوئی نہیں

تھی۔لڑکیوں نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا، بدلے میں وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا دانت نکالتا مسکرایا۔

"پتہ نہیں کہاں سے آجاتے ہیں یہ لفنڈر۔"وہ کہتی ہوئیں آگے بڑھ گئیں۔

"سیدھا لفنڈر ہی بول دیا، خیر کیوٹ تھیں۔"وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے شاپ سے نکل گیا۔وہ شاپ سے نکلا تو اسے سامنے کی شاپ سے نکلتی دو لڑکیاں دکھیں، وہ کسی بات پر بحث کر رہی تھیں۔اس نے یونہی گزرتے ہوئے سکیچ پر نظر دوڑائی اور پھر وہیں ٹھہرا۔ایک لڑکی کے نین نقش ہو بہو سکیچ پر موجود لڑکی والے تھے۔وہ فاصلہ رکھے ان کے پیچھے چلنے لگا۔ان کی آوازیں باآسانی اس تک پہنچ رہی تھیں۔

"تمہیں کچھ پسند بھی آجائے گا۔"بھورے بالوں والی لڑکی غصے سے بولی۔

"یار (ایک مخصوص برینڈ کا نام لیا) سے دیکھ لیتے ہیں، انکی نئی کلیکشن آئی ہے۔"وہ دونوں لفٹ کی جانب بڑھ گئیں۔ان کے پیچھے چلتا مرزا مسکرایا۔احمد کو فوراً ٹیکسٹ کیا۔۔۔۔

شاپ میں داخل ہو کر ایذا کپڑے دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔زخرف ایک طرف کھڑی ہینگرز میں ٹنگی شرٹس دیکھنے لگی۔وہ جہاں کھڑی تھی اس سے بلکل پیچھے احمد ہینگرز کے اوٹ میں کھڑا تھا۔اس نے دور کھڑی ایک سیلز گرل کو دیکھا اور سر ہلایا۔ سیلز گرل اس کے اشارے پر سر ہلاتی زخرف کی جانب بڑھی۔

"میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟"رسمی مسکراہٹ سے اس کے قریب آکر بولی۔

"نو تھینکس،مجھے نہیں میری دوست کو شاپنگ کرنی ہے۔"وہ بھی جواباً مسکرا کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ،لیکن آپ ہماری نئی کلیکشن تو دیکھ ہی سکتی ہیں نا،ہم نے کچھ ہی دن پہلے بہت ہی زبردست پیسیس لانچ کیے ہیں۔"وہ لڑکی کہتی بغیر اس کی بات سنے ایک جانب بڑھی اور تین چار شرٹس ہینگر سے اتار کر اس کے سامنے کیں۔

"میں نے آپ سے کہا نا مجھے کپڑے نہیں خریدنے۔"زخرف چڑ کر بولی۔

"ہوسکتا ہے یہ ڈریسز دیکھ کر آپ کا ارادہ بدل جائے۔"اس نے ایک اور ہینگر سے دو شرٹس اتاریں۔"زخرف کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ وہ رکی۔اس نے ایک سفید رنگ کی شرٹ پکڑی تھی۔زخرف کو وہ پہلی نظر میں ہی بے حد خوبصورت لگی تھی۔لڑکی نے فوراً سے اس کی نظر کو پکڑ لیا۔اس نے سفید شرٹ اس کی جانب بڑھائی۔

"یہ تو آپ پر بہت ہی خوبصورت لگے گی۔اور آپ جانتی ہیں اس کلیکشن پر اس وقت پچاس فیصد ڈسکاونٹ بھی چل رہا ہے۔"گہری مسکراہٹ سے بولی۔

"پچاس فیصد؟"زخرف نے اس سے شرٹ پکڑ کر شیشے میں دیکھتے ہوئے اپنے ساتھ لگائی۔وہ لڑکی درست کہہ رہی تھی،وہ واقعی اس پر اچھی لگ رہی تھی۔

'کتنی دیر سے میں نے اپنے لیے کچھ نہیں خریدا، خرید لیتی ہوں۔اوپر سے پورا پچاس فیصد ڈسکاونٹ ہے۔'وہ شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔لڑکی اس کے قریب کھڑی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔زخرف اس کی جانب مڑی۔

"میرے خیال میں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

"آپ سائز وغیرہ چیک کر لیں،چینجنگ روم اس طرف ہے۔"

زخرف شرٹ پکڑے چینجنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔اس چھوٹے سے روم میں آ کر اس نے شرٹ ایک جانب رکھی۔ابھی اس نے مڑ کر دروازہ بند نہیں کیا تھا لیکن اس کے پیچھے سے دروازہ خود ہی ٹھک کی آواز سے بند ہو گیا۔وہ ایک دم گھبرا کر پیچھے مڑی۔

سامنے دروازے کے ساتھ احمد کھڑا تھا،جو کہ ہاتھ بڑھا کر دروازہ لاک کر چکا تھا اور اب دروازے کے بلکل سامنے کھڑا تھا،یوں کہ زخرف کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔زخرف ہکا بکا سی اپنے سامنے کھڑے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔

"اگر تم نے زرا سی بھی آواز کی تو اچھا نہیں ہو گا۔" پیچھے کمر سے ایک گن نکال کر اس کے سامنے لہرائی۔

"کون ہو تم اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کو کر کے سرامیک کی بنی ٹھنڈی شلف پر رکھے تھے، ہاتھوں پر اس کی ٹھنڈک کے باوجود پسینہ آنے لگا۔

"زیادہ نہیں، بس ایک سوال کا جواب دینا ہے تم نے۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔ "کون ہو تم؟ اور تمہارا یوسف مرجان سے کیا تعلق ہے؟" زخرف کا سانس جہاں تھا وہی اٹک گیا۔ وہ بھول گئی تھی کہ اس نے اگلا سانس بھی لینا ہے۔

"میرا۔۔۔ میرا یوسف مرجان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" بمشکل بولی۔ "مجھے ۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ تم کس یوسف مرجان کی بات کر رہے ہو۔"

"جھوٹ مت بولو، تم اس دن اس کے گھر پر موجود تھی اور فاروقی صاحب کی ویڈیو بھی تم نے ہی بنائی تھی اس لیے میرے ساتھ چالاکی مت کرو۔" دانت پیس کر بولا۔ البتہ وہ آگے نہیں بڑھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بلکل سچ کہہ رہی۔۔۔۔۔۔"

"واو، میرے کیمرے کا رزلٹ اتنا اچھا ہے مجھے آج پتہ چلا ہے۔" زخرف اور احمد نے ایک جھٹکے سے اس تنگ سے کمرے کی دوسری جانب دیکھا۔ وہاں ایک نوجوان منہ پر کالا ماسک لگائے، ایک ہاتھ میں فون پکڑے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ موبائل ان دونوں کی ویڈیو بنانے کے انداز میں پکڑ رکھا تھا۔ اس کے پیچھے ایک پردہ سا تھا اور یقیناً وہ وہی سے نکلا تھا۔ زخرف اس کی آواز اور حلیے سے فورا پہچان گئی تھی۔ وہ ایچ تھا۔

"تم کون ہو؟" احمد نے زرا پیچھے ہٹ کر گن اس پر تان دی۔ چہرے پر واضح حیرانی ابھری تھی۔

"میری پچھلی ویڈیو پر ایک ملین سے اوپر ویوز آئے تھے، اس پر کم از کم پانچ ملین تو آنے چاہیے۔" ایچ مزے سے کیمرے کا اینگل سیٹ کرتے ہوئے بولا۔ زخرف سانس روکے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ تم کون ہو؟"

"پہلے ایک بڑے چینل کا اونر ملک کی مشہور شخصیت کو دھمکاتا ہوا پکڑا گیا، اور اب اسکا ساتھی لڑکیوں کے چینجنگ روم میں اس کے کہنے پر گھس کر ایک لڑکی کو حراسہ کرتا ہوا پکڑا گیا۔ چچ کتنی بدنامی کی بات ہے۔"

"میں اس لڑکی پر گولی چلادوں گا سمجھے تم؟" احمد نے گن زخرف کے قریب ہو کر اس کے سر پر رکھ دی۔

"پھر تو میری ویڈیو اور بھی زیادہ وائرل ہو گی۔" اپچ محظوظ ہو کر بولا۔ زخرف نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ احمد نے دانت پیس رکھے تھے۔

"فون نیچے کرو ورنہ میں سچ میں گولی چلادوں گا۔" دباد باچیخا۔

"میں نے تو کہا ہے چلادو، ویسے بھی مجھے تو مشہور ہونے کا بہت لالچ ہے۔" بے نیازی سے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی اتیج۔" زخرف نے وہ سفید شرٹ جو اس کے پیچھے پڑی تھی پکڑ کر اس کی طرف غصے سے پھینکی۔ شرٹ اتیج سے لگ کر نیچے گر گئی۔

"چلاو مت۔" احمد گن اس کے بالوں سے گھسیٹتا ہوا بولا۔

"ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفعہ ہو جاو تو میں ویڈیو ڈیلیٹ کر دوں گا ورنہ تم جانتے ہوا گر یہ ویڈیو منظر عام پر آئی تو کیا ہو گا۔ تمہارا چہرہ صاف دکھ رہا ہے اس میں۔" اتیج کی ٹون بدل گئی تھی۔ اب کے وہ شدید غصے میں بولا تھا۔

"اور میں تم پر کیسے یقین کر لوں کہ تم یہ ویڈیو ڈیلیٹ کر دو گے؟"

"اگر تم اگلے دو سیکنڈ میں یہاں سے دفعہ نہیں ہوئے تو میرا ہاتھ اپلوڈ بٹن پر ہے۔ میں ایک لمحہ انتظار کیے بغیر اسے اپلوڈ کر دوں گا۔"

احمد کچھ لمحے نحوست بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"جا رہا ہوں میں لیکن یاد رکھنا اگر یہ ویڈیو اپلوڈ ہوئی تو تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔" وہ ایک ایک قدم دروازے کی جانب بڑھا۔ گن زخرف پر ہی تان رکھی تھی۔ ایک ہاتھ بڑھا کر کنڈی کھولی، گن شرٹ میں اڑسی اور ان دونوں پر قہر آلود نظر ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔

زخرف آنکھوں میں خون لیے ایچ کی جانب مڑی۔

"کیا کہہ رہے تھے تم ہاں، کہ مجھ پر گولی چلا دے وہ۔"

"تمہارا نام زخرف کس نے رکھا ہاں؟ تمہارا نام ٹربل میکر ہونا چاہیے۔ اگر غلطی سے پیدا ہو ہی گئی ہو تو سکون سے رہو، ہر وقت خود کو اور دوسروں کو مصیبت میں ہی ڈالے رکھتی ہو۔" زخرف گہرے سانس لے کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔ شاید وہ واقعی ٹربل میکر تھی۔

"تم یہاں کیسے آئے؟" سر اٹھا کر اب کے نرمی سے بولی۔

"وہ سب چھوڑو، سب سے پہلے اپنا اکاونٹ ڈیلیٹ کرو۔ پتہ نہیں کونسی بیماری لگ گئی ہے تم جیسی لڑکیوں کو۔ جب تک ڈھنڈورا پیٹ کر سب کچھ سوشل میڈیا پر بتا نا دو چین نہیں آتا تم لوگوں کو۔"

"اب تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو۔ اور اس سب میں میرے اکاونٹ کا کیا قصور ہے۔"

"اسی کا سارا قصور ہے۔ ان لوگوں سے پہلے مجھے علم ہو گیا تھا کہ وہ فیک اکاونٹ تم نے بنایا ہے۔ اس فیک اکاونٹ سے تمہارے اصل اکاونٹ تک پہنچنا بہت آسان تھا، تمہارے ڈیلیٹ کرنے سے پہلے ہی میں دیکھ چکا تھا اور تمہارے اصل اکاونٹ سے وہ یہاں تک پہنچا ہے جس پر تم نے یہاں آنے سے پہلے ہی ڈھنڈورا پیٹ دیا تھا کہ شاپنگ کرنے جا رہی ہو تم۔" زخرف نے شاک میں گھرے اپنے فون کو دیکھا۔ ایک دم دروازے پر دستک ہوئی۔ زخرف کا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر گیا۔

"اب کیا کریں گے ہم؟" دھیرے سے بولی۔ وہ چینجنگ روم میں ایک لڑکے کے ساتھ موجود تھی۔

"کرنا کیا ہے، یہ جو ڈریس گندا کیا ہے اس کی پیمینٹ کرو۔" وہ بے نیاز سا بولا اور اپنے پیچھے موجود پردہ ہٹایا۔ وہاں خالی سی جگہ تھی۔ زخرف کی نظر اوپر چھت پر گئی۔ اوپر چھت پر ائیر وینٹ کا جنگلا ہٹا ہوا تھا۔ وہ اس کے اندر چلا گیا اور جنگلا لگا کر اس کو پھر سے بند کر دیا۔ جب وہ چلا گیا تو زخرف نے نیچے سے وہ سفید شرٹ اٹھائی جو کہ کافی حد تک گندی ہو گئی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا تو ایذا ہاتھ میں ایک ڈریس پکڑے سامنے کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ تم اندر کس سے باتیں کر رہی تھی؟" فوراً سے بولی۔

"اپنے سسر سے۔" زخرف غصے سے کہتی وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی ایذا فوراً اندر آئی۔ چاروں طرف نظر گھما کر دیکھا۔

"ضرور فون پر بات کر رہی ہو گی لیکن مجال ہے جو کبھی سیدھے منہ سے جواب دیدے۔ پتہ نہیں کس سے چونچ لڑالی ہے اب اس نے۔"

باہر زخرف کیش کاونٹر کے پاس کھڑی لال ہوئے چہرے سے کیشیر لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے اس سیلز گرل نے کہا تھا کہ اس پر پچاس فیصد ڈسکاونٹ ہے۔" دانت بھینچتے ہوئے بولی۔

"دیکھیں میم، اس وقت کوئی سیل نہیں چل رہی۔ کیا آپ کو کوئی سیل کا فلیکس نظر آرہا ہے؟ اور ویسے بھی یہ ہماری نئی کلیکشن کا آرٹیکل ہے، اپنی نئی کلیکشن پر پچاس فیصد ڈسکاونٹ دیتا ہے؟" زخرف نے اس لڑکی کو دیکھا جو سپاٹ تاثرات سے اس کے پاس کھڑی تھی اور اس نے بہت آرام سے یہ کہہ دیا تھا کہ اس نے سیل والی کوئی بات نہیں کہی۔

"آپ یہ ڈریس گندا کر چکی ہیں لہذا آپ کو یہ خرید نا ہی پڑے گا وہ بھی پوری قیمت پر۔" زخرف نے غصے سے اپنا کارڈ نکال کر اس کے سامنے پھینک دیا۔

....

اتیج سڑک پر ہیوی بائیک دوڑاتا جا رہا تھا۔ اسکا فون بجنے لگا تو اس نے بائیک روکی۔ جیب سے فون نکال کر سامنے کیا تو trouble maker کالنگ لکھا آ رہا تھا۔

"ایک تو اس کو بھی چین نہیں ہے۔" بڑبڑاتے ہوئے فون اٹھا کر کان کو لگایا۔

"بولو۔"

"اتیج یہ سب کیا تھا؟" فون پر سے زخرف کی اداس سی آواز ابھری۔ اتیج نے اپنا ہیلمیٹ ایک طرف رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیا سب؟"

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ میں نے تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔"

"زیادہ معصوم مت بنو، وہ ویڈیو تم نے خود ہی توڑالی تھی۔"

"ہاں کیونکہ وہ بابا کو دھمکی دے رہا تھا اور اگر میں ایسا نا کرتی تو وہ ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا۔"

"دیکھو زخرف، تم نے جس دنیا میں اب قدم رکھا ہے نا یہ دنیا ایسی ہی ہے۔ یہاں ہر قدم پھونک کر چلنا پڑتا ہے۔ یہاں دشمن بہت آسانی سے بن جاتے ہیں اور دوست بہت مشکل سے۔ تمہارے باپ نے بھی ساری زندگی ایسے ہی گزاری ہے۔"

"وہ بہت اچھے انسان ہیں ایچ، انہوں نے تو آج تک اپنے ساتھ برا کرنے والوں کے ساتھ بھی کبھی برا نہیں کیا۔"

"جانتا ہوں میں۔"

"ایک بات پوچھوں تم سے؟"

"نہیں۔"

"بابا نے تم پر کیا احسان کیا تھا؟"

"تم نے کبھی نوٹس کیا ہے کہ تم کتنا بولتی ہو؟" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔ ہیلمٹ پہن کر بائک سٹارٹ کی اور سڑک پر پھر سے دوڑا دی۔

کچھ دیر بعد اس کی بائیک ایک گھر کے چھوٹے سے گیراج میں داخل ہوئی۔ وہ بائیک سے اترا اور ہیلمٹ اتار کر اپنے بال درست کرتا اندر بڑھ گیا۔ اندر ایک بوڑھی عورت ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی۔ ٹی وی کی آواز بے حد اونچی کر رکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کتنی دفعہ کہا ہے میں نے یہ خبریں نا سنتی رہا کریں۔ میڈیا کا تو کام ہے خوامخواہ لوگوں کا بلڈ پریشر بڑھانا۔" ہیلمٹ ایک طرف رکھ کر صوفے پر انکے ساتھ بیٹھتا ہوا بولا۔

"آگیا میرا بیٹا۔" انہوں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"توبہ ہے، اتنی مگن ہیں آپ ٹی وی میں کہ آپ نے بائیک کی آواز ہی نہیں سنی۔" وہ حیرانگی ظاہر کرتا پیچھے ہٹ کر بولا۔

"ارے بہت دلچسپ پروگروم چل رہا ہے۔ وہ منحوس آدمی جس نے یوسف مرجان کو دھمکی دی تھی ہر جگہ تھو تھو ہو رہی ہے اس پر۔ بہت سارے بچے میڈیا پر آکر بتا رہے ہیں کہ کیسے انہوں نے یوسف مرجان کے سکالر شپ پروگرام سے فائدہ اٹھایا ہے۔ بس ایسے ہی نیک انسانوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے خدا۔"

"اچھا چھوڑیں یہ سب، مجھے کچھ کھانے کو دے دیں، بہت بھوک لگی ہے۔"

"اچھا لاتی ہوں۔" وہ اٹھ کر اپنی چپل پہننے لگیں۔

"اور میٹھا تو بنایا ہی ہوگا نا آپ نے؟" وہ جوتے اتار کر میز پر پیر رکھتے ہوئے بولا۔ انہوں نے ہلکے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"حمزہ کتنی دفعہ کہا ہے میں نے، اتنا میٹھا نا کھایا کرو۔ سارے دانت کیڑا لے جائے گا۔"

"یہ بچوں والی نصیحتیں مجھے نا کیا کریں۔" ایک دم چڑ کر بولا۔ ریموٹ پکڑ کر چینل بدلنے لگا۔

"ارے چینل مت بدلو، بس پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔ اس چینل پر آٹھ بجے کے پروگرام میں یوسف مرجان آنے والے ہیں۔" ایچ نے انکا چہرہ دیکھا، وہ بہت اکسائیٹڈ تھیں۔ وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"ہائے فٹافٹا روٹی ڈال دوں، کہیں پیچھے سے پروگرام ہی نا شروع ہو جائے۔" وہ خود سے کہتی ہوئیں کچن کی جانب تیزی سے بڑھ گئیں۔ ایچ نے ٹی وی پر پھر سے وہی چینل لگا دیا۔ وہ ٹی وی کی سکرین کو دیکھ رہا تھا لیکن دماغ کہیں اور بھٹک رہا تھا۔

"بابا نے تم پر کیا احسان کیا تھا؟" اس فقرے سے ہوتا ہوا اس کا دماغ ماضی کی جانب سفر کرنے لگا۔ اس کے سامنے ٹی وی پر نیوز چینل نہیں بلکہ اسکی زندگی کی فلم تیزی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے ریورس ہو رہی تھی۔اور پھر وہ ایک دم رک گئی۔وہ اسے سکرین پر دیکھ سکتا تھا۔سات آٹھ سالہ حمزہ کو جو اپنا سر اٹھائے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔اس کی ماں کے رخسار آنسوؤں سے تر تھے۔وہ ایک گھر کے دروازے میں کھڑے تھے۔سامنے سے ایک آدمی چلتا آیا۔اس کے ہاتھ میں ایک کپڑوں کا بیگ تھا۔اس نے ان کے قریب آکر دروازہ کھولا اور وہ بیگ باہر جو چند زینے بنے تھے ان پر رکھ دیا۔

"مجھ پر نہیں تو اپنے بیٹے پر ہی ترس کھالو۔کیا تمہارا خون اتنا سفید ہو گیا ہے؟" وہ اپنے گال صاف کرتے ہوئے بولیں۔ننھے حمزہ کا ہاتھ مظبوطی سے تھام رکھا تھا۔

حمزہ نے انکی اوٹ سے اندر کی جانب جھانکا۔اس کی امی سے عمر میں کچھ برس چھوٹی عورت سجی سنوری سی مسکراتے ہوئے ایک کمرے کی کھڑکی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔اس کے سجنے سنورنے سے لگتا تھا اس کی شادی کو کچھ ہی دن گزرے ہیں۔

"میرا وقت ضائع مت کرو۔" آدمی بے مروتی سے بولا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کا ہاتھ مزید مضبوطی سے پکڑا اور باہر نکل گئیں۔ حمزہ نے مڑ کر دیکھا۔ اس کے باپ نے ایک لمحے کا انتظار کیے بنا دروازہ بند کر دیا۔

منظر بدلا اور اب وہ دونوں ایک اور گیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔ اس کی ماں کے بے حد مظبوطی سے اس کا ہاتھ تھامنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ درد ہونے لگا تھا لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔

دروازہ ایک عورت نے کھولا۔ ان کو دیکھ کر وہ ایک دم ٹھٹکی۔ فوراً سے باہر آئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔ ان لوگوں کے پاس بیگ دیکھ کر تاثرات مزید بگڑے۔

"تم اس وقت آدھی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"بھابھی مجھے بھائی سے ملنا ہے۔"

"تمہارا بھائی کراچی گیا ہوا ہے۔اور روز شوہر سے لڑ کر گھر چھوڑنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ تمہارا تو روز کا کام ہی ہو گیا ہے۔ بہتر ہے واپس چلی جاؤ اور صلح کر لو۔"

"کون ہے باہر۔" اندر سے ایک مرد کی آواز آئی۔ وہ پہنچانتا تھا، وہ اس کے ماموں کی آواز تھی۔

"وہ۔۔۔۔" عورت ایک دم شرمندہ ہو گئی۔اس کی ماں نے بیگ پکڑا اور اسکا ہاتھ تھامے وہاں سے چلی گئی۔

وہ سڑک کے کنارے چلتے جا رہے تھے۔ وہ بار بار سر اٹھا کر اپنی ماں کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔اب وہ آنسوں صاف نہیں کر رہی تھیں۔

"امی ہم کہاں جا رہے ہیں۔" انہوں نے جواب نہیں دیا۔کچھ آگے جا کر وہ رک گیا۔اس کی ماں نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"میری ٹانگیں تھک گئی ہیں۔"معصومیت سے بولا۔انہوں نے روتے ہوئے اس کو گلے سے لگایااوراونچی آواز میں رونے لگیں۔

"امی پلیز روئیں مت، میں جھوٹ بول رہاتھامیری ٹانگیں نہیں درد کررہیں۔"

لیکن وہ روتی گئیں۔ان کے قریب ایک رکشے والا رکا۔

" کہیں جاناہے؟"

"نہیں۔"وہ اسے پکڑے دوقدم پیچھے ہٹیں۔ہاتھ سے رکشے والے کو جھٹکا۔

"بی بی مسئلہ کیاہے؟"رکشے والاانہیں روتے ہوئے دیکھ کر بولا۔

"ہمارے پاس رہنے کی جگہ نہیں ہے۔"حمزہ فوراًسے بولا۔اس کی ماں نے اسے گھورا۔

"چپ رہو۔"

www.novelsclubb.com

"اوہ تو یہ مسئلہ ہے۔ یہاں قریب ہی ایک ادارہ ہے جو بے گھر اور بے سہارا لوگوں کی کفالت کرتا ہے۔ تم کہو تو میں وہاں چھوڑ دیتا ہوں۔" آدمی افسوس سے انہیں دیکھ کر بولا۔

"نہیں بھائی جاو تم ہمیں کوئی مدد نہیں چاہیے۔" وہ حمزہ کا ہاتھ پکڑے تیزی سے آگے بڑھ گئیں۔

"بی بی تم میری بہنوں جیسی ہو، بیٹھو مت، لیکن اسی سڑک پر سیدھی چلتی جاو آگے بڑا سا بورڈ نظر آجائے گا تمہیں۔ یہ زمانہ نہیں ہے سڑکوں پر یوں آدھی رات کو گھومنے کا۔" وہ کہتا ہوا رکشہ بھگا لے گیا۔

www.novelsclubb.com

سڑک پر کافی دیر چل کر حمزہ کی نظر ایک بڑے سے بورڈ پر پڑی۔

"امی وہ رہا۔" اونچی آواز میں بولا۔

یہ اب کچھ دن بعد کا منظر تھا۔ وہ ایک کھلا سا ہال تھا جس میں اوپر نیچے بستر لگے تھے۔ اس کی ماں پیچھے ایک بستر پر نڈھال سی بیٹھی تھی۔ وہ دروازے کے پاس کھڑا تھا جہاں باقی سب عورتیں بھی کھڑی تھیں۔ سب عورتوں کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ وہ سب اتنی خوش کیوں تھیں۔

"یوسف مرجان آگئے۔" ایک عورت اونچی آواز میں چلائی۔ ایک دم بہت سارا شور مچ گیا۔ کچھ عورتوں نے بلند آواز میں رونا شروع کر دیا۔ وہاں ہر ایک کی زبان پر یوسف مرجان تھا۔ حمزہ نے بمشکل عورتوں کے بیچ سے سر نکال کر باہر دیکھا۔ ایک بے حد وجیہانہ شخص مسکراتے ہوئے کئی لوگوں کے حصار میں اس طرف آرہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" اس نے ایک عورت کا بازوں کھینچ کر پوچھا۔

"وہی مسیحا ہے جس نے ہمارے لیے یہ ادارہ بنایا ہے۔" وہ عورت اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔

سٹاف کے کپڑوں میں ملبوس ایک عورت نے ان سب کو پیچھے ہٹ کر اپنے بستروں کے پاس جانے کا کہا۔ حمزہ بھی دوڑ کر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔اس کی ماں نے سر جھکا رکھا تھا اور انہیں ارد گرد کے ماحول میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یوسف مرجان مسکرا کر ایک ایک عورت کے پاس جا کر انکا حال پوچھ رہے تھے۔ حمزہ سحر میں ڈوبا انکو دیکھ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھتے ہوئے ان کے بیڈ تک آئے۔ حیرانی سے اس کی ماں کو دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھیں۔ پھر مڑ کر سٹاف کو دیکھا۔

"سر یہ کچھ دن پہلے ہی آئی ہے۔ کسی سے بات نہیں کرتی۔"

"مجھے ان سے ملنا ہے۔"

اب وہ ایک مختلف کمرے میں تھے۔ حمزہ اپنی ماں کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھا تھا۔ وہ وجیہانہ شخص جو حمزہ کو کسی ہیرو کی طرح لگا تھا ان کے سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ کو یہاں کوئی پریشانی ہے ؟اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو مجھے بتائیں۔"نرمی سے بولے۔

"سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔اب مجھے کس چیز کی ضرورت ہو گی۔"وہ شکست خوردہ آواز میں بولیں۔

"اکیلے رہ جانے سے یا لوگوں کے چھوڑ جانے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔"

"آپ جیسے لوگ ہماری تکلیفوں کو کہاں سمجھ سکتے ہیں۔آپ اس انسان کی تکلیف کیسے سمجھ سکتے ہیں جس کی دنیا ایک ہی دن میں اجڑ گئی۔"انکے لہجے میں بے حد شکوہ تھا۔یوسف انکی بات پر زخمی سا مسکرائے۔

"میں نے ایک ہی دن میں اپنی بیوی اور اپنی بیٹی کو کھو دیا تھا۔یقین رکھیں میں آپ کی تکلیف سمجھ سکتا ہوں۔"حمزہ نے دیکھا،ان کی بات پر اسکی ماں نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا تھا۔چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

"لوگوں کے چھوڑ جانے سے یا اکیلے رہ جانے سے ہار نہیں مان لینی چاہیے۔اللہ نے انسانوں کو انکے مقاصد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔اسے ساری زندگی ایک سفر طے کر اس مقصد تک پہنچنا ہوتا ہے۔رشتوں کو سب کچھ سمجھنے والے اس مقصد سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔"

"اور جس کا سب کچھ چھوٹ جائے وہ کیا کرے؟میرے شوہر نے دوسری شادی کرلی اور آدھی رات کو مجھے میرے بیٹے سمیت گھر سے نکال دیا۔میں ان خوابوں کا کیا کروں جو میں نے اپنے بیٹے کے لیے دیکھے تھے؟"وہ کہتے ہوئے رونے لگیں۔

"آپ اپنے مقصد پر فوکس کریں۔آپ کو ایک مرد نے چھوڑ دیا ہے۔آپ اس سے اپنا سبق سیکھیں۔اپنے بیٹے کی ایسی پرورش کریں کہ وہ ایسا مرد نا بنے۔اور جہاں تک بات آپ کے بیٹے کو لے کر آپ کے خوابوں کی ہے تو مجھے یقین ہے یہی ایک دن آپ کو یہاں سے لے کر جائے گا۔"انہوں نے مسکرا کر حمزہ کی جانب دیکھا اور اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔وہ فوراً سے ان کے پاس چلا گیا۔

"میں یہاں پر رہتے ہوئے اپنے بیٹے کو وہ زندگی نہیں دے سکتی۔ میں تو پڑھی لکھی بھی نہیں ہوں اسے کہاں سے پڑھاوں گی۔"

"اس کی فکر آپ نا کریں۔ آپ کا بیٹا کل سے ہی سکول جائے گا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ میرا بیٹا سکول جا سکتا ہے؟"

" بلکل اور ایک دن بڑا آدمی بھی بنے گا۔" وہ مسکرا کر بولے۔ حمزہ بھی مسکرا کر ان کو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"حمزہ۔" وہ فورا سے بولا۔

"تم اپنی امی کا خیال رکھو گے نا حمزہ؟"

"بہت زیادہ خیال رکھوں گا اور سکول بھی جاوں گا۔" وہ اس کی بات پر مسکرادیے۔

حمزہ نے اپنی ماں کو دیکھا اور پھر انکے کان کے قریب ہو کر بولا۔

"میں بھی آپ کی طرح بڑا ہو کر لوگوں کی مدد کروں گا۔" انہوں نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیر دیا۔

اسے اس کے ماضی کے سفر سے اس کی امی کی آواز نے کھینچ کر نکالا۔ وہ اسکا کھانا اس کے پاس رکھ چکی تھیں اور اب اسے ٹی وی کی آواز بلند کرنے کا کہہ رہی تھیں جہاں شو شروع ہو چکا تھا اور یوسف مرجان تھری پیس میں ملبوس بیٹھے مسکراتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

www.novelsclubb.com

....

زخرف کے اپارٹمنٹ میں بھی ٹی وی بلند آواز سے چل رہا تھا۔ وہ دونوں اس وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھیں۔ ساتھ ساتھ اپنے نیچ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں صوفے پر پڑے پوپ کارن کے باول سے ایک دو اٹھا کر منہ میں ڈال لیتیں۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

"تم جا کر کھولو۔" زخرف بولی۔ ایذا ٹس سے مس نا ہوئی۔ زخرف نے اسے گھور کر دیکھا اور اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے بلقیس آنٹی کھڑی تھیں۔

"زخرف تمہارا ٹی وی چل رہا ہے کیا؟ ہماری تو کیبل چلی گئی۔ تمہارا تو android ٹی وی ہے نا؟"

"جی آنٹی۔"

"دراصل میں نے یوسف مرجان کا انٹرویو دیکھنا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"آجائیں آنٹی ہم بھی وہی دیکھ رہے ہیں۔" ایزا اونچی آواز میں چلائی۔ وہ زخرف کے ساتھ سے ہو کر سیدھی اندر آ گئیں۔ زخرف نے دانت پیستے ہوئے دروازہ بند کیا اور وہ بھی آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"لڑکیوں تمہیں راز کی ایک بات بتاؤں جوانی کے دنوں میں میں یوسف مرجان کی دیوانی ہوا کرتی تھی۔ ایک دفعہ وہ ڈونیشنز کے لیے میرے کالج آئے تھے اور میں نے اپنی سب سے پسندیدہ سونے کی بالیاں دے دی تھیں جس پر اپنی امی سے کئی سالوں تک میں صلواتیں بھی سنتی رہی تھی۔" ایزا ایک دم ہنسی۔

"کیا سچ میں؟"

www.novelsclubb.com

"تو اور کیا۔" وہ ہنستے ہوئے بولیں۔ زخرف بڑبڑاتی ٹی وی دیکھنے لگی۔ آنٹی بلقیس کو فون آنے لگا تو انہوں نے اٹھا کر کان سے لگایا۔

"ارے ریہانہ میں گھر پر نہیں ہوں، دراصل میری کیبل نہیں آرہی، ہاں میرے اپارٹمنٹ کے ساتھ والے اپارٹمنٹ میں آجاو، ارے ہاں شو شروع ہو چکا ہے۔ ہاں ہاں سائمہ کو بھی لے آو۔" زخرف اور ایذا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

دس منٹ بعد زخرف کے اپارٹمنٹ میں پانچ چھ عورتیں بیٹھیں تھیں۔ وہ سب گپے ہانکتیں، ساتھ سکرین پر نظر جمائے پورے صوفے پر قبضہ کر چکی تھیں۔ ایذا اور زخرف منہ لٹکائے پیچھے کچن کے کاونٹر پر چڑھ کر بیٹھی تھیں۔

"میرا صبر جواب دے رہا ہے ایذا" وہ ضبط سے بولی۔

"تو تم اس سے سوال ہی نا کرو۔" ایذا جمائی لیتی ہوئی بولی۔ وہ سرگوشیوں میں بات کر رہی تھیں۔

"مذاق کا موڈ نہیں ہے میرا۔" ایذا کو دھکا دیا، وہ نیچے گرتے گرتے بچی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو مجھ پر غصہ کیوں کر رہی ہو، اب تمہارا باپ اتنا ہینڈسم ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" ایذا صحیح سے بیٹھتے ہوئے بولی۔ ایک عورت نے مڑ کر سخت نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔

"لڑکیوں کیا مکھیوں کی طرح بھنبھنا رہی ہو، چپ کر کے شو دیکھو۔" زخرف کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"میرے ہی اپارٹمنٹ میں بیٹھ کر مجھ پر ہی رعب ڈال رہی ہیں۔" دانت پیستی ہوئی بولی۔

"ویسے جب میں جوان تھی نا تو میرا بڑا خواب تھا کہ میری شادی یوسف مرجان خان سے ہو، ارے دو دفعہ تو میری خواب میں شادی ہو بھی گئی تھی۔" ایک عورت شرماتے ہوئے بولی تو باقی سب منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنس دیں۔

زخرف ایک دم بری طرح کھانسی۔ "یار ایذا مجھے الٹی آ جائے گی۔"

"لگتا ہے ان عورتوں کے گھر پر شیشہ نہیں ہے، ان کی عمر کے ہوتے ہوئے بھی کے بی ان سے بیس سال تو چھوٹے ہی لگتے ہیں۔" ایذا بھی برے منہ بناتے ہوئے بولی۔

"ایذا ان کو یہاں سے نکالو ورنہ میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔"

"اچھا دماغ ٹھنڈا رکھو، میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔" ایذا دھیرے سے بولی۔ اور پھر اس کے کان میں اپنا آئیڈیا بتایا۔ زخرف اس کی بات پر مسکرائی اور دھیرے سے کاونٹر سے اتر کر اندر کمرے میں چلی گئی۔ اندر آ کر اس نے انٹرنیٹ کی ڈیوائس بند کر دی اور ٹراوزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکراتی ہوئی باہر آئی۔ باہر شور کچکا تھا۔

"اوہ نو انٹرنیٹ چلا گیا۔" افسوس بھرے لہجے میں بولی۔ ساری عورتیں افسردہ ہو کر بیٹھ گئیں۔

"ریپیٹ ٹیلی کاسٹ ہوگا تو دیکھ لیں گے۔" ایک عورت نے مشورہ دیا۔ زخرف اور ایذا نے ہنسی دبا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"جو لائیو دیکھنے کا مزہ ہے وہ تو نہیں آئے گا نا۔" دوسری نے تبصرہ کیا۔

"ارے ہاں۔" آنٹی بلقیس نے سر اٹھا کر زخرف کو دیکھا۔ "زخرف جاؤ جا کر ارسم سے اس کے نیٹ کا پاسورڈ لے آو۔" زخرف کی ساری ہنسی غائب ہو گئی۔

"لیکن آنٹی۔۔۔۔" اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

"ارے بیٹا وہ دے دیگا، تم میرا نام لینا۔" زخرف نے افسوس سے ایذا کو دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیے۔ وہ پیر پٹختی ہوئی باہر چلی گئی۔

"بیٹا گھر آئے مہمانوں کو چائے پلانے کا رواج نہیں ہے تم لوگوں کے خاندان میں؟" ایک عورت نے مڑ کر ایذا کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ساری عورتیں ہنس پڑی۔

"جی آنٹی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ چائے بنالیں۔"ایذازبردستی مسکراکر بولی اور کچن میں آگئی۔

" بھئی خود مختار بننے کا بڑاشوق ہوتاہے ان لڑکیوں کو، گھروں سے دور آجاتی ہیں نوکریاں کرنے،اب یاتونوکری کرلیں یایہ سب سیکھ لیں۔"

"تواور کیااب وہ سگرہ کی بیٹی کوہی دیکھ لوکیسے گہری سرخیاں لگاکرنوکری پرجاتی ہے،اب کنواری لڑکیوں کویہ سب زیب دیتاہے کیا؟"وہ سب آپس میں تبصرے کرنے لگیں۔

ایذاچائے کاپانی چڑھاتی اندرہی اندرکڑھ رہی تھی۔"چغل خوریں ناہوں تو۔"

باہرزخرف ارسم کے دروازے کے سامنے بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔

"اب اتنا بھی برا وقت نہیں آگیا مجھ پر کہ اس سے نیٹ لوں، اندر جا کر اپنا ہی آن کر دیتی ہوں۔" وہ اپنے اپارٹمنٹ کی جانب مڑی ہی تھی کہ وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ وہ باہر سے آرہا تھا یعنی گھر پر نہیں تھا۔ زخرف کو افسوس ہوا۔

"تم ادھر کیا کر رہی ہو؟" اس کے قریب رک کر سنجیدہ سا بولا۔ وہ اس کے دروازے کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔

"کچھ بھی نہیں بس ٹہل رہی تھی۔" زبردستی مسکرائی۔ ارسم نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں بس ایسے ہی سوچ رہی تھی کہ تم نے نیٹ تو لگوایا ہی ہو گا نا؟" عام سے انداز میں بولی۔

"ہاں تو؟"

"کچھ نہیں، جاو اندر۔" ایک طرف ہٹ کر اس کے لیے راستہ چھوڑا۔ وہ ابھی بھی مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو، کچھ کیا ہے کیا میں نے۔" سوالیہ انداز میں بولی۔ وہ ایک آخری مشکوک نظر اس پر ڈالتا اپنے اپارٹمنٹ میں چلا گیا۔ زخرف فورا اپنے اپارٹمنٹ میں بھاگی۔

اندر آکر پھر سے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر گردن اکڑا کر ان کے سامنے کھڑی ہوئی۔ سب عورتیں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"وہ ساتھ والا لڑکا کہہ رہا ہے کہ آپ سب اس کے گھر جا کر شو دیکھ لیں، لیکن پاسورڈ دینے سے منع کر دیا ہے اس نے، بھروسے کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔" افسوس بھرے لہجے میں بولی۔

"لیکن اس کے پاس تو ٹی وی ہی نہیں ہے۔" بلقیس آنٹی بولیں۔

"ہاں لیکن لیپ ٹاپ تو ہے نا۔" لیپ ٹاپ تو لازمی ہو گا اس کے پاس، اندر ہی اندر سوچا۔ وہ سب خوشی سے نہال ہوتیں اٹھ کر ارسم کے اپارٹمنٹ کی جانب چل پڑیں۔ ان کے جاتے ہی ایذا کچن سے دوڑ کر اس کے پاس آئی۔

"کیا اس نے سچ میں یہی کہا؟"

"نہیں تو، لیکن چھوڑو دروازہ بند کرو جلدی۔"

"بہت بددعائیں دے گا وہ تمہیں۔" ایذا بولتی جلدی سے دروازہ بند کر کے آئی اور وہ دونوں مزے سے انٹرنیٹ ڈیوائس آن کر کے پھر سے ٹی وی کے آگے جم گئیں۔ زخرف ارسم کا ری ایکشن سوچ کر اندر ہی ہنستی جا رہی تھی۔

اس کے اپارٹمنٹ کی دائیں دیوار کے اس پار اب گہما گہمی سی تھی۔ ارسم ضبط سے ان سب عورتوں کے بیچ بیٹھا تھا۔ سامنے اس کے لیپ ٹاپ پر وہی شو چل رہا تھا۔ اس نے ایک اکتاہٹ بھری نظر اپنے اپارٹمنٹ کے بائیں جانب کی دیوار پر ڈالی اور افسوس سے سر جھٹکا۔

زخرف کے اپارٹمنٹ میں اب وہ دونوں مکمل طور پر سکرین پر توجہ مرکوز کیے ہوسٹ کو سن رہی تھیں۔

("چلیں سنجیدہ سوال تو بہت ہو گئے اب میں ایک ایسا سوال آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اس ملک کا ہر شہری آپ سے پوچھنا چاہتا ہے۔اور وہ یہ کہ یوسف مرجان نے دوسری شادی کیوں نہیں کی, کیا آپ کو دوبارہ محبت نہیں ہوئی؟")

ایذا تجسس کے مارے آگے کو ہو کر بیٹھی۔زخرف کو بھی تجسس تھا لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا۔

(یوسف مرجان ہوسٹ کی بات پر مسکرائے۔ان کے سامنے بیٹھے حاضرین نے ایک دم شور ڈالنا شروع کر دیا۔ہر کوئی ان کے جواب کا منتظر تھا۔

"آج آپ کو اس سوال کا جواب دیے بنا ہم جانے نہیں دیں گے۔"ہوسٹ مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں اس بات پر بلکل یقین رکھتا ہوں کہ انسان کو دوسری دفعہ بھی محبت ہو سکتی ہے اور یقین جانیے مجھے ایما سے دوسری محبت ہی ہوئی تھی۔ پہلی محبت تو مجھے اپنے کام سے تھی۔" سب لوگ ان کے ڈپلومیٹک جواب پر ہنس پڑے۔)

"اف کے بی اور کے بی کی باتیں۔" ایذا گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔ زخرف بھی ان کے جواب پر ہنسی تھی۔

("ایک اور آپ کی ذاتی زندگی کے مطلق سوال ہے، آپ اگر آپ اس کا جواب دینا چاہیں تو۔ کیا یہ سچ ہے کہ یوسف مرجان آج بھی اپنی بیٹی کا انتظار کرتے ہیں؟" ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ دم سادھے انکے جواب کے منتظر تھے۔ کیا یوسف مرجان آج بھی ہر بار کی طرح اس سوال کو خالی چھوڑ دیں گے؟

"ہاں یہ سچ ہے۔ میں آج بھی اسکا انتظار کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں وہ جہاں بھی ہو گی بلکل ٹھیک ہو گی، وہ اپنے باپ سے زیادہ بہادر ہو گی اور میں یہ بھی جانتا ہوں وہ ایک دن اپنے گھر لوٹ آئے گی، وہ اپنے باپ کے پاس لوٹ آئے گی۔" وہ پورے

انٹرویو میں پہلی دفعہ کیمرے کی جانب دیکھ کر بول رہے تھے۔ جیسے انہیں یقین ہو کہ وہ انہیں ہی دیکھ رہی ہو گی۔)

زخرف نے گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائی ہوئی تھی۔یوسف مرجان کی آنکھیں اسی کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ایذا نے اس کی جانب دیکھا تو وہ منہ موڑ گئی۔

شو ختم ہوا تو ایذا کی امی کی کال آنے لگی۔فون ان کے بیچ پڑا تھا اس نے کال اٹھا کر فون سپیکر پر لگا دیا۔

"کیا کر رہی تھی؟"

"کچھ نہیں امی، میں اور زخرف کے بی کا شو دیکھ رہے تھے۔آپ نے دیکھا؟"

"ہاں وہی دیکھ رہی تھی میں۔اتنی مشکلوں سے یاسر کا میچ بند کرا کر لگوایا تھا۔"

"آپ کی وجہ سے بابر اعظم کی بیٹنگ مس کر دی میں نے۔" وہ پیچھے سے کڑھتا ہوا بولا۔

"ارے ہٹ پیچھے، ہاں ایذاز خرف کدھر ہے؟"زخرف ان کی بات پر فوراسیدھی ہوئی۔

"یہیں ہوں میں، آپ بتائیں کیسی ہیں آپ۔"

"اللہ کا شکر ہے، تم ٹھیک ہونااور یہ ایذازیادہ پریشان تو نہیں کرتی تمہیں؟"

"لو جی۔"ایذا نے سر جھٹکا۔زخرف مسکرادی۔

"ویسے زخرف باجی آپ کا بھی حوصلہ ہے جو آپ اسے برداشت کرتی ہیں۔آپ کو پتہ ہے لوگ لڑکیوں کی شادیاں کرتے ہوئے جہیز دیتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ ایک وارنٹی کارڈ دیں گے، چھ مہینے بعد ہم اس کا کوئی ذمہ نہیں لیں گے۔" فون سے یاسر کی آواز ابھری۔زخرف دل کھول کر ہنس دی۔

"امی دیکھ رہی ہیں آپ، بہت بد تمیز ہو گیا ہے یہ۔اس کو تو میں واپس آکر سیدھا کروں گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خاموش ہو جاؤ تم دونوں، زخرف بیٹا زرا فون لے کر ایک طرف ہونا۔" وہ سنجیدگی سے بولیں۔ زخرف نے فون سپیکر سے ہٹا کر کان سے لگایا اور اٹھ کر کچن کی طرف آگئی۔ ایذا بھی اس کے پیچھے دوڑی آئی اور فون کے ساتھ کان لگا لیا۔ زخرف نے اسے ہٹایا لیکن وہ نہیں ہٹی۔

"جی بولیں آنٹی۔" وہ ایذا کو گھورتے ہوئے بولی۔

"بیٹا ایذا نے تو تمہیں بتایا ہی ہو گا اس کے رشتے کی بات۔ اب دیکھو اتنا اچھا لڑکا ہے لیکن وہ انکار کر رہی ہے۔ تم اس کی سہیلی ہو، تم اسے سمجھاؤ شاید تمہاری بات سمجھ جائے۔"

www.novelsclubb.com

"دراصل آنٹی وہ لڑکا۔۔۔۔" رکی اور ایذا کی طرف دیکھا۔ وہ بات سن چکی تھی اور اب پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ "وہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔ اس کے ہسپتال گئی تھی میں۔ آپ یقین جانیں، ہم عورتوں کو تو علم ہو ہی جاتا ہے کہ فلاں مرد کیسا ہے۔ اور وہ مجھے کردار کے لحاظ سے بلکل بھی اچھا نہیں لگا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی۔ ایذاافسوس سے سر جھٹک کر رہ گئی۔

....

اگلے دن وہ دفتر سے واپسی پر روڈ پر تھی۔ ٹریفک معمول کے مطابق تھی۔ سگنل پر پہنچ کر لال بتی جلی تو اس نے بھی گاڑی روک دی۔ ایک بھکاری بچے نے اس کی گاڑی کا شیشہ بجایا تو زخرف نے بیگ سے پیسے نکالے۔ اس نے شیشہ نیچے کر کے پیسے اس بچے کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ فضا میں زوردار آواز گونجی۔ وہ گولی کی آواز تھی۔ اس نے فوراً سر نیچے کر لیا۔ بچہ بھی خوفزدہ ہو کر نیچے بیٹھ گیا۔ پیسے وہیں نیچے سڑک پر گر گئے۔ باہر ایک دم شور مچ گیا تھا۔ زخرف نے سر اٹھا کر دیکھا تو سب لوگ اس کی گاڑی سے پچھلی گاڑی کے گرد اکٹھے ہو رہے تھے۔ کیا اس کی گاڑی سے پچھلی گاڑی پر گولی چلی تھی؟ بچہ سڑک سے گرا نوٹ ہاتھ میں جھپٹ کر ایک طرف بھاگ گیا۔ ہری بتی جلی تو اس نے بھی گاڑی آگے بڑھا دی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ گھر پہنچی تو دل ابھی بھی گھبرایا ہوا تھا۔وہ گولی اس کے بلکل قریب چلی تھی۔آج یوسف بھی نہیں آئے تھے۔اسکا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔وہ معمول کے مطابق چینج کر کے باہر آئی اور لاونج میں ٹی وی چلا دیا۔خود کچن میں آ کر اپنے لیے ایک دن پرانے چاول گرم کرنے لگی۔ٹی وی کی آواز اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔وہاں اسی سڑک پر ہونے والے حادثے کے متلق بتایا جا رہا تھا۔اس نے سر اٹھا کر سکرین کی جانب دیکھا۔سکرین پر نظر آنے والے مناظر کو دیکھ کر وہ دوڑتی ہوئی لاونج میں آئی۔

"یہ تو وہی ہے۔"وہ بے یقینی سے سکرین پر دکھائی جانے والی اس تصویر کو دیکھ رہی تھی جس کے متلق بتایا جا رہا تھا کہ کوئی نامعلوم فرد اس شخص پر گولی چلا کر فرار ہو گیا۔اور وہ آدمی موقعے پر ہی جاں بحق ہو گیا تھا۔وہ وہی تھا جو اس مال میں زخرف کا پیچھا کرتے آیا تھا۔ٹی وی پر اسکا نام احمد بتایا جا رہا تھا۔زخرف نڈھال سی صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔اس نے فون پکڑ کر ایچ کو ملایا۔فون فوراً اٹھالیا گیا۔

"ایچ تم نے نیوز دیکھی ہے؟"

"میں فضول چیزیں نہیں دیکھتا۔"

"ایچ وہ آدمی میرے پیچھے تھا۔ وہی اس دن مال والا۔ اس کو کسی نے مار ڈالا۔" وہ کسی ٹرانس میں بول رہی تھی۔

"کیا؟" اب کے ایچ کی آواز سے لگتا تھا جیسے اسے شاک لگا ہو۔ اور اس نے کال بند کر دی۔

زخرف وہیں ٹی وی کے سامنے کب تک بیٹھی رہی۔ ٹی وی پر اب مختلف خبریں دی جا رہی تھیں لیکن وہ وہاں سے نہیں اٹھی تھی۔ اس کے دماغ میں ابھی بھی وہ آواز گونج رہی تھی۔ اس کا فون بجنے لگا تو اس نے فوراً اٹھایا۔

"ہاں وہ وہی تھا اور میں نے ٹی وی پر دکھائی جانے والی فوٹیج میں بھی دیکھا ہے تمہاری گاڑی اس سے آگے تھی۔ اسکا تو ایک ہی مطلب ہے کہ وہ بعض نہیں آیا۔ اسے تم پر شک ہو گیا ہو گا اور وہ تمہارا پیچھا کر رہا تھا۔"

"میرا پیچھا۔۔۔اور وہ گولی؟"

"زخرف تم مانو یا مانو یہ واصف آغا کے بندوں کا کام ہے۔ ہمیشہ سے یہی تو ہوا ہے، جو بھی زخرف تک پہنچنے والا ہوتا ہے وہ اسے راستے سے ہٹا دیتے ہیں۔" زخرف صوفے پر بیٹھی تھی اور اسکا جسم پوری طرح سن ہو چکا تھا۔

••••••••••••••••••••••••••

ساری رات وہ یہی سب سوچتی بے چینی کی حالت میں سو نا سکی۔ اگلے دن دفتر میں بھی وہ کوئی کام ٹھیک سے نا کر پائی۔ آدھا دن گزرتے ہی وہ جمیل سے چھٹی لے کر وہاں سے نکل آئی۔ اس وقت اس کی گاڑی پھر سے روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ اس نے ڈرائیو کرتے ہوئے ایچ کو کال ملائی۔

"جب دل میں آئے فون کر دیتی ہو، کیا اتنا فارغ سمجھا ہوا ہے تم نے مجھے۔" وہ فون اٹھاتے ہی ایک دم چڑ کر بولا۔

"میں تمہارے پاس آ رہی ہوں، بہت ضروری کام ہے مجھے تم سے۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"میں نے کہا نا میں فارغ نہیں ہوں۔"

"تم فارغ ہو یا نہیں میں آ رہی ہوں۔"

"ایک منٹ، اس وقت کہاں ہو تم؟" وہ ایک دم پریشان لہجے میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"راستے میں ہوں کیوں کیا ہوا؟"

"جہاں ہو وہی گاڑی روکو فورا۔" اس کی آواز بے حد گھبرائی تھی۔

"کیا مطلب ہے گاڑی روکوں۔" زخرف کے دل کی دھڑکن بھی ایک دم تیز ہوئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے کہا نا گاڑی روکو، فوراً۔" تحکمانہ لہجے میں بولا۔ زخرف نے فوراً گاڑی ایک طرف کر کے روک دی۔

"روک دی ہے۔ لیکن مجھے بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے؟"

"دیکھو زخرف تم نے گھبرانا بالکل نہیں ہے۔ توجہ سے اپنے ارد گرد دیکھو کیا تمہیں کوئی بیکری نظر آتی ہے؟"

"ایچ پلیز مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے، کیا کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے؟" وہ گھبرائی آواز میں بولتی اپنے چاروں طرف نظر دوڑانے لگی۔

"میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔" اب کے اس کی آواز زیادہ بلند تھی۔

"ہاں ایک ہے بیکری۔" وہ ایک بیکری کا نام لیتے ہوئے بولی۔ "کیا تم وہاں ہو؟"

"جلدی سے گاڑی اس بیکری تک لے کر آؤ۔ جلدی۔"

"اوکے۔" وہ گاڑی اس بیکری تک لے آئی۔

"زخرف ایک گہرا سانس لو، کچھ نہیں ہوگا۔ گاڑی سے نکلو اور اس بیکری کے اندر چلی جاو۔"

"نہیں۔۔۔ میں تو نہیں گھبرا رہی۔" وہ لہجے کو سنجیدہ بناتی بولی جبکہ اسکی آواز ڈانواڈول ہو رہی تھی۔

"شاباش، فوراً گاڑی سے نکلو۔" وہ ہر طرف دیکھتی پرس اپنے سینے کو اور فون کان کو لگائے گاڑی سے نکلی اور تقریباً دوڑتی ہوئی بیکری کے اندر چلی گئی۔ بہت سارے لوگوں نے اسے مڑ کر دیکھا۔ وہ ایک طرف جہاں لوگ کم تھے آکر کھڑی ہو گئی۔

"آ گئی ہوں اندر لیکن تم کہاں ہو؟" وہ وہاں موجود لوگوں میں اسے نظر گھما کر تلاش کرنے لگی۔

"تمہیں پینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تین چار لمبے سانس کھینچو۔"

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔" یہ جھوٹ تھا اسکا دل ابھی بھی تیز دھڑک رہا تھا۔

"اچھا پھر ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو اور میرے ایک سوال کا جواب دو۔"

"کیا؟"

"اگر آپ کو کسی انسان کی مدد لینی ہو تو آپ کو کیا کرنا چاہیے؟"

"یہ تم کیا بول رہے ہو۔"

"غلط جواب، اب ذرا اپنے ارد گرد دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے؟"زخرف نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ وہاں بہت سارے لوگ تھے جو بیکری آئٹمز خرید رہے تھے، اور وہاں بہت سارے ورکرز تھے جو ان کو بیکر آئیٹمز دے رہے تھے۔ اور وہاں شیشوں میں مقید۔۔۔ زخرف کے ایک دم تاثرات بدلے۔

"بلکل صیحح گیس کیا تم نے۔ میرے سوال کا جواب ہے میٹھا۔ تمہیں واٹس ایپ پر لسٹ بھیج رہا ہوں۔ اگر تو تم وہ سب لے آو گی تو تمہاری مدد کرنے کا سوچوں گا۔"

رسان سے کہہ کر ایچ نے فون بند کر دیا۔

"اگر تم اس وقت میرے سامنے ہوتے ناتو یقین جانو تمہارا اگلا دبادیتی میں۔" وہ فون کے سپیکر میں چلائی۔ سب لوگ مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔

....

کچھ دیر بعد وہ اسپیچ کی اس خوفناک سی گفا میں تھی جو دنیا سے اوجھل زمین کے اندر دفن تھی۔ وہ کرسی پر بیٹھی میز پر دونوں بازوں جمائے زہر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو اس کی لائی ہوئی ڈھیروں بیکری آئیٹمز کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے تمہارے مجھے ایسے دیکھنے سے مجھے شرم آجائے گی تو تم غلط ہو۔ یہ میری فیس ہے، مفت تو میں اپنے باپ کے لیے بھی کام نا کروں۔" وہ ایک بڑی سی چاکلیٹ پیسٹری میں دانت گاڑھتے ہوئے بولا۔

"اگر تم نے دوبارہ میرے ساتھ ایسی حرکت کی ناتو دیکھنا تمہارے اس ڈبے کے بارے میں پوری دنیا کو بتادوں گی۔" دبے دبے غصے میں بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہونہہ، پہلے خود تو دنیا کا سامنا کرنا سیکھ لو۔" وہ کندھے اچکا کر بولا۔ زخرف نے اس کے طنز کو نظر انداز کیا۔ اس نے آرام سے پیسٹری ختم کی اور اپنے سامنے پڑے پیکٹ رول کر کے ایک طرف پڑے باکس میں ڈال دیے اور زخرف کی جانب مکمل طور پر منہ موڑا۔

"بولو کیا کام ہے تمہیں مجھ سے؟"

"کیا تمہیں اس لڑکے کے بارے میں کچھ اور پتہ چلا؟" وہ آگے کو ہو کر بیٹھی۔

"اس لڑکے کا نام احمد تھا۔ وہ ایک ہیکر تھا، بلکہ نالائق ہیکر کہنا چاہیے۔ وہ ایک مشہور ٹی وی چینل کے اونر فاروقی، جس کی تم نے ویڈیو بنائی تھی اس کے لیے کام کرتا تھا۔ میڈیا کے مطابق وہ سنائپر پکڑا گیا ہے جس نے اس پر گولی چلائی تھی۔ اور اس کے بیان کے مطابق اسے اس لڑکے کے کسی رشتے دار نے خاندانی دشمنی کی بنا پر ایسا کرنے کو بولا تھا۔ اس سنائپر کو کچھ سال جیل ہو گی اور پھر وہ باہر آ جائے گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سمپل۔" وہ ایزی چیئر پر پیچھے کو ٹیک لگائے ایسے بول رہا تھا جیسے کوئی بہت مزے کی کہانی سنا رہا ہو۔

"تو کیا واقعی یہ سچ ہے؟" زخرف پزل ہو کر بولی۔ ایچ نے اس کی بات پر ایک دم قہقہہ لگایا۔

"نہیں بلکل نہیں، اس کو مروانے والے تمہارے دشمن ہیں۔" زخرف کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک خوف کی لہر دوڑی۔

"تو پھر اس سنائپر نے ایسا کیوں بولا؟"

"کیونکہ اسے ڈھیر سارا پیسہ ملا ہوگا، چند سال جیل میں گزارنا ایسے پیشہ ورانہ لوگوں کے لیے معمول کی بات ہے۔ یہ جیل سے اندر باہر ایسے ہوتے ہیں جیسے ہم گھر سے اندر باہر ہوں۔"

"تم نے کہا کہ ان لوگوں نے ایسا اس لیے کیا کیونکہ وہ میرا پیچھا کر رہا تھا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں بلکل۔پہلے وہ فاروقی کے کہنے پر تمہارے پیچھے آیا تھا لیکن مجھے لگتا ہے اس دن تم سے مل کر اسے تم پر شک ہو گیا تھا اور اس بات کا تمہارے دشمنوں کو علم ہو گیا تو انہوں نے اسے مروا دیا۔" زخرف چند لمحے خاموش رہی۔وہ گہری سوچ میں تھی۔ایچ بھی خاموشی سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتا رہا۔

"ایچ۔" کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔"میں ان لوگوں کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔میں چاہتی ہوں تم مجھے بتاؤ کہ میرے دشمن کون ہیں۔" اس کا لہجہ بلکل سنجیدہ تھا۔

"میری مانو تو اس سب سے دور رہو، تم خود کو مزید مصیبت میں ڈال لو گی۔" وہ تنبیہ کے انداز میں بولا۔

"مصیبت؟ تو تمہیں کیا لگتا ہے، پہلے میں بہت سکون کی زندگی گزار رہی ہوں؟ مجھے باہر نکلتے ہوئے خوف آنے لگا ہے، ہر وقت لگتا ہے کوئی میرے پیچھے آ رہا ہے۔ میں اس سب میں سکون سے کیسے بیٹھ سکتی ہوں؟" اس کی آواز بلند ہونے لگی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اتیج کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر سیدھا ہو کر بیٹھا اور اپنے سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر کچھ کیز دبائیں، لیپ ٹاپ موڑ کر اس کی جانب کیا یوں کہ اب اس کی سکرین زخرف کے سامنے تھی۔ سکرین پر تصویر تھی، ایک بے حد خوش شکل شخص کی، جو اپنے چہرے سے ایک فرشتہ لگتا تھا۔

"یہ واصف آغا ہے، تمہارے باپ کا دشمن۔ وہ شخص جس نے تمہیں دو سال کی عمر میں تمہارے باپ سے جدا کر دیا تھا۔" زخرف یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔ شکل سے وہ ظالم انسان ہر گز نا لگتا تھا۔

"واصف آغا۔ فرشتے کا چہرہ اور شیطان کا دل رکھنے والا شخص تھا۔ حرام کے پیسے سے اس نے اپنی سلطنت قائم کر رکھی تھی۔ کوئی بھی ادارہ اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ پولیس اس کے سامنے ایسے سر جھکاتی تھی جیسے خدا کے سامنے سر جھکانے کا حق ہو۔ اب تم سوچو گی کہ میں اس کے لیے تھا کا لفظ کیوں

استعمال کر رہا ہوں۔ وہ اس لیے کہ واصف آغا مر چکا ہے۔" زخرف جو اس تصویر میں مگن تھی، اس بات پر اس نے سر اٹھا کر ایچ کو دیکھا۔

"مر چکا ہے؟ تو پھر ہمارے پیچھے کون ہے۔"

"واصف آغا کا ایک بیٹا ہے سعد آغا۔ اسی نے اپنے باپ کی لیگیسی کو سنبھالا ہے۔"

"اور یہ سعد آغا، یہ کیسا دکھتا ہے؟" وہ پھر سے اس تصویر کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ناجانے کیوں زخرف کو لگ رہا تھا کہ کچھ غلط ہے۔ ناجانے کیوں اس کا دل نہیں مان رہا تھا کہ ایک فرشتہ صفت دکھنے والا شخص واصف آغا ہو سکتا ہے۔ یا شاید وہ چہرہ اسے کسی کی یاد دلا رہا تھا۔ کیا اس کا آج تک واصف آغا یا سعد آغا سے سامنا ہوا تھا؟

"واصف آغا ایک سوشل انسان تھا۔ اس کے پاس ایک نہایت شیریں اور میٹھی زبان تھی۔ وہ باہر نکلتا تھا، لوگوں سے ملتا تھا۔ اس نے اپنے کالے کاموں کے اوپر ایک سفید دنیا آباد کر رکھی تھی، جس پر وہ فخر سے چلا کرتا تھا۔ لیکن اسکا بیٹا کیسا دکھتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ اس نے آج تک خود کو ظاہر نہیں کیا۔"

"آخر یہ لوگ اتنے طاقت ور کیسے ہیں، کیا کرتے ہیں یہ ؟"

"منی لانڈرنگ اور بہت بڑے سکیل پر ڈرگز سپلائی۔ ایسے لوگ سیاسی کرسیوں پر اور بڑے اداروں میں موجود لوگوں کے لیے بہت کارآمد ہوتے ہیں، اس لیے ان کو کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ واصف آغا کی بھی کچھ کمپنیز ہیں، جو اب اس کے بیٹے کی ملکیت ہیں۔ وہ اس کی وائٹ انکم ہے۔ ان کی کالی دولت لوگوں کے سامنے نہیں ہوتی۔"

زخرف نے لیپ ٹاپ پر سے نظر ہٹالی اور مکمل طور پر ایچ کی جانب متوجہ ہوئی۔

"لیکن پھر بھی کوئی تو راستہ ہو گا ناان کو قانون کے کٹہرے میں لانے کا۔"

"کونسا قانون؟ جس کے اداروں میں بیٹھے لوگ انہی کے ٹکڑوں پر پلتے ہیں؟" کچھ لمحے خاموشی سے سرکے۔

"تمہیں جب اتنا کچھ معلوم ہے تو یقیناً تم سعد آغا کے بارے میں بھی کچھ نا کچھ جانتے ہو گے۔" ایچ نے اس کی بات پر کندھے اچکائے۔

"میں نے کہا نا وہ انتہائی پرائیوٹ انسان ہے۔"

"اور ایک پرائیوٹ انسان کے بارے میں جاننا ایک ہیکر کے لیے کیا مشکل ہے؟" وہ ایک ابرو اٹھا کر بولی۔

"دیکھو یہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو، اس کے لیے ڈھیروں کی تعداد میں کام کرنے والے لوگ بھی اسے نہیں جانتے، خود کو چھپا کر رکھنے میں وہ بہت ماہر ہے۔ لیکن تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، اگر تمہیں نقصان پہنچانا ہوتا تو جب تمہیں تمہارے باپ سے جدا کیا تھا اس وقت ہی پہنچا دیتے۔ اور ایک یہی بات ہے جو مجھے ہضم نہیں ہوتی کہ آخر وہ تمہیں کوئی نقصان کیوں نہیں پہنچاتے؟" وہ سوچنے کے انداز میں بولا۔

"تو کیا تم چاہتے ہو وہ مجھے نقصان پہنچائیں؟" زخرف منہ بسور کر بولی۔

"فلحال تو تمہیں یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔" ایچ آگے کو ہو کر محظوظ ہوتے بولا۔

"پتہ ہے ایچ، مجھے کبھی کبھار لگتا ہے تم ان لوگوں کے ساتھ ملے ہو۔ وہ لوگ تمہیں بھی تو کچھ نہیں کہتے۔ حالانکہ میں تم سے کتنی دفعہ ملنے آچکی ہوں۔" وہ آگے کو ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔

"جانتی ہو وہ مجھے کیوں کچھ نہیں کہتے؟" وہ بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ "کیونکہ وہ مجھ سے ڈرتے ہیں۔" "میں تم پر اعتبار کر رہی ہوں لیکن اگر سچ کچھ اور ہوا نا اور تم ان لوگوں کے کارساز ہوئے تو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔ ایچ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر کندھے اچکائے۔

"تم بے شک مجھ پہ اعتبار نا کرو۔" زخرف خاموش رہی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ وہ ایک گفا میں پھنس گئی تھی، جو چاروں طرف سے بہت بڑے پتھروں سے ڈھکی تھی اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نا آتا تھا۔

....

وہ کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ گہرے رنگ کے پردوں نے سورج کی روشنی کو اندر آنے سے روک رکھا تھا، شاید ان کے پیچھے کی کھڑکیاں سیاہ تھیں اور وہ بھی بند تھیں۔ اندھیرے میں پردوں کے رنگ کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ کمرے میں ہر جانب سگریٹ کی بو پھیلی تھی۔ اچانک سے کمرے میں ایک چھوٹا سا بلب روشن ہوا۔ وہ بلب چھت سے لٹک رہا تھا۔ بلب کے نیچے کوئی بیٹھا تھا، جس نے دو انگلیوں کے بیچ ایک سگریٹ دبا رکھا تھا۔ اس شخص کی کالی آنکھیں سامنے اندھیرے میں یوں دیکھ رہی تھیں جیسے اسے سامنے کوئی کھڑا دکھ رہا ہو۔

www.novelsclubb.com

"کام ہو گیا ہے۔" اسی اندھیرے سے آواز گونجی۔ کرسی پر بیٹھے شخص کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ اس نے ایک ہاتھ سے سامنے اندھیرے میں اندھیر ہوئے شخص کو جانے کا اشارہ کیا۔ خاموشی میں چند بھاری قدموں کی آواز نے جنم لیا۔ چر چر کی آواز سے دروازہ کھلا، باہر کی روشنی نے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن

جانے والے شخص نے دروازہ فورا بند کر دیا تو وہ باہر ہی رہ گئی۔ کرسی پر بیٹھے شخص نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا تو کمرہ پھر سے مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوب گیا۔ کچھ لمحے یونہی گزرے۔ پھر اس اندھیرے میں ایک ہلکی سی نیلی روشنی نے جنم لیا۔ وہ موبائل فون کی روشنی تھی۔ اس شخص نے اپنا فون اپنے چہرے کے سامنے کر رکھا تھا۔ فون پر ایک مسکراتی لڑکی کی تصویر تھی جس کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ ہلکا بھورا تھا۔ اس نے اپنا انگوٹھا اس لڑکی کی آنکھوں پر پھیرا۔

"اتنی خوبصورت کیوں ہو تم؟" ہلکی سی آواز میں بڑبڑایا۔

....

www.novelsclubb.com

وہ اپنی گاڑی پارک کر کے لفٹ کی جانب بڑھ رہی تھی جب سامنے سے آتا ایک ٹین ایجر لڑکا اسے دیکھ کر رکا۔ وہ اپنے فون کو دیکھتی ہوئی چلتی آرہی تھی جہاں یوسف کا میسج آیا تھا کہ وہ شہر سے باہر ہیں اس لیے آج بھی نہیں آئیں گے۔

"تم تو بلکل ٹھیک ہو۔" وہ بچہ اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے کیا ہونا تھا اور تم کون ہو؟"زخرف بھی وہیں اس کے پاس رک گئی۔

"وہ دراصل۔۔۔۔"لڑکے نے شرمندہ سا چہرہ بنا کر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔"اس دن تمہارا ایکسیڈنٹ میری ہی گاڑی سے ہوا تھا۔"پھر ایک دم چہرہ سپاٹ ہوا۔" لیکن دیکھو تو تم بلکل ٹھیک ہو،اس لڑکے نے خوامخواہ مجھے اتنا ڈانٹا۔اس کے غصے سے لگتا تھا کہ تمہارا بہت نقصان ہو گیا ہے۔"

"کون لڑکا؟"

"ارے وہی جو اس دن تمہارے ساتھ تھا۔بہت کھڑوس تھا۔کہہ رہا تھا کہ دوبارہ مجھے ڈرائیو کرتے نظر نا آو ورنہ پولیس کو پکڑوا دوں گا۔"زخرف اس کی بات پر ہلکا سا ہنس دی،پھر فوراً سے چہرہ سنجیدہ کیا۔

"ہاں تو ٹھیک ہی کہہ رہا تھا،کیا عمر ہے تمہاری ہاں؟لائیسینس ہے تمہارے پاس؟"سخت لہجے میں بولی۔

"دونوں ہی ایک جیسے ہیں۔" لڑکا اس کی بات کا جواب دیے بغیر منہ میں بڑبڑاتا فوراً وہاں نکل گیا۔

وہ لفٹ کی جانب بڑھ گئی۔ لفٹ میں سنوار ہو کر وہ پیچھے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ بچے کی اس بات پر وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی۔ کیا وہ واقعی اس کی اتنی پرواہ کر رہا تھا؟ اس نے خود کو لفٹ کے شیشے میں دیکھا تو ایک دم مسکراہٹ سمٹی۔

"میں اس کے بارے میں سوچ کر کیوں مسکرا رہی ہوں؟ اف، مجھے اس وقت سعد آغا کے بارے میں سوچنا چاہیے۔" اس نے فوراً اپنا دھیان بٹایا، لیکن پھر بھی ایک بات اس کے لیے پریشان کن تھی۔ وہ اس کے بارے میں سوچ کر مسکرا کیوں رہی تھی؟

لفٹ کا دروازہ کھلا تو سامنے وہی کھڑا تھا۔ ٹریک سوٹ میں ملبوس، شاید وہ واک پر جا رہا تھا۔ آج وہ شام کے وقت واک پر جا رہا تھا؟ وہ لفٹ سے باہر آئی اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"تمہاری مجبوری ابھی تک ختم نہیں ہوئی کیا؟" سپاٹ چہرے کے ساتھ بولی۔

"اگر تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اس بلڈنگ میں میرے رہنے سے تمہیں مسئلہ ہے تو تمہیں کلئیر کردوں تم سے زیادہ مسئلہ مجھے ہے۔ تمہاری کل والی حرکت بھولا نہیں ہوں میں۔" زخرف نے بمشکل ہنسی دبائی۔

"یقین جانو میں نے بھی وہ مجبوری میں کیا تھا اور ویسے بھی مجھے نہیں لگتا ان عورتوں کی کمپنی اتنی بری تھی۔ ویسے جا کہاں رہے ہو، واک پر؟" عام سے انداز میں بولی۔

اس سوال پر ارسم نے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔

"ہاں، کیوں تمہیں بھی چلنا ہے؟" وہ روانی میں بول گیا۔ زخرف کو اس کی بات پر حیرانی ہوئی۔ وہ اس کی کمپنی چاہتا تھا؟ یا یونہی بول گیا تھا۔ وہ اسے فوراً منع کرنا چاہتی تھی لیکن منہ سے نکلنے والے الفاظ اسے مزید حیران کر گئے۔

"ویسے تمہاری کمپنی مائینڈ نہیں کروں گی میں۔" پھر رکی۔"ڈاکٹر نے کافی دفعہ کہا ہے مجھے کہ واک کیا کرو۔" اپنی وضاحت پر خود ہی پچھتائی۔ارسم اس کی بات پر سر جھکا کر ہنس دیا۔

••••••••••••••••••••••••••••

زخرف نے کپڑے تبدیل کر لیے تھے اور اس وقت وہ نیلے ٹریک سوٹ میں ملبوس تھی۔وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر چلتے جا رہے تھے۔

"تمہیں صبح کے وقت واک کرنی چاہیے۔نہیں؟"

"میرے ڈاکٹر نے مجھے یہ مشورہ نہیں دیا۔" وہ ہنسی دبا کر بولا۔زخرف نے بمشکل اپنی شرمندگی کو چھپایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے تم کرتے کیا ہو؟ میرا مطلب ہے تمہارا بزنس کیا ہے؟" اسے اسی سوال پر اپنی سابقہ بے عزتی یاد آئی لحاظہ وضاحت سے پوچھا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر عام سے انداز میں بولا۔

"دبئی میں میرا کنسلٹینسی سروسز کا بزنس ہے۔" یہ کنسلٹینسی کا بزنس کیا ہوتا ہے؟ زخرف نے دل ہی دل میں سوچا، لیکن کچھ بولی نہیں۔

"یعنی کے میں دوسرے کاروباری لوگوں کو ان کے کاروبار گرو کرنے میں مدد کرتا ہوں۔"

"ہاں پتہ ہے مجھے۔" اس کے وضاحت کرنے پر فورا بولی۔

کافی دیر وہ بغیر کوئی بات کیے واک کرتے رہے۔

"تم سے ایک بات کہوں زخرف۔" ساتھ سڑک پر چلتی ٹریفک کو دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

"ہمم۔"

"انسان کی بہادری اس بات سے واضح نہیں ہوتی کہ وہ کتنا وزن اٹھا سکتا ہے۔"

زخرف کا دل ایک دم اتھل پتھل ہوا تھا۔ کیا اس نے جم میں؟ لیکن وہ خاموشی سے سنتی رہی۔ "اصل بہادری یہ ہوتی ہے ہم اپنی ذمے داریوں کو اپنے کندھوں پر کتنے پروقار طریقے سے اٹھا لیتے ہیں۔ اصل بہادری اس میں ہے کہ ہم لوگوں کی پرواہ کرنا چھوڑ دیں۔ کیا تم جانتی ہو تمہارے نام کا مطلب کیا ہے؟"

وہ جانتی تھی لیکن خاموش رہی، وہ اس کے نام کا مطلب جانتا تھا؟ اگر جانتا تھا تو کیوں؟

www.novelsclubb.com

"تمہارے نام کا مطلب ہے پیور گولڈ۔ زخرف کا لفظ کسی لگثری کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی ایسی چیز جس کا معیار بہت بلند ہو۔ وہ چیز جو بہت خاص ہو۔ زخرف کا مطلب عام سونا نہیں ہے، بلکہ وہ سونا ہے جو کندن ہو، جسے آگ کی بھٹی میں پکایا گیا ہو، جو بہت ساری تکلیفوں کو سہہ کر اس مقام پر پہنچا ہو۔ ایک ایسا

مقام جس تک ہر کسی کا پہنچنا ممکن نہیں ہے۔" وہ ایک جگہ رک گیا تھا، تو وہ بھی رک گئی۔ وہ سامنے دیکھ رہا تھا اور زخرف اسے۔ وہ اس سے یہ سب کیوں کہہ رہا تھا؟ ارسم نے گردن موڑ کر زخرف کی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔ ان آنکھوں میں بہت سے سوال تھے۔ وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

"اب میری باتوں کو سیریئس مت لے لینا۔" بات کو گول مول کرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں میرے نام کا مطلب کیسے معلوم ہے؟" زخرف اسے یونہی دیکھتے ہوئے بولی۔

"میری کسی جاننے والی کا نام بھی یہی ہے۔" وہ کہتا ہوا سڑک کی جانب بڑھ گیا جہاں ایک پٹھان ریڑھی لگائے کھڑا تھا۔

"جھوٹا۔" زخرف بھی منہ میں بڑبڑاتی اسی جانب بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ پٹھان کے پاس کھڑا ایک رومال دیکھ رہا تھا۔ زخرف وہیں کھڑی ہو گئی۔

"کتنے کا ہے؟" ارسم نے پوچھا۔

"صرف تین سو کا۔" زخرف فوراً قریب آئی اور ارسم کے ہاتھ سے رومال پکڑا۔

"یہ، یہ تین سو کا ہے؟" حیران ہوتی ہوئی بولی۔ ارسم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ "جاؤ کام کرو، ابھی پیچھے ڈیڑھ سو کا ایسا رومال چھوڑ کر آئے ہیں اور اسکا تو کپڑا بھی اس سے بہتر تھا۔" اسے اتنی بے باکی سے جھوٹ بولتے دیکھ کر ارسم شاک ہوا تھا۔

"باجی ایسے تو نہیں کہو، بہت اچھا کپڑا ہے اسکا، اور اتنا بھی زیادہ پیسہ نہیں بول دیا ہم نے۔"

"وہ تو نظر آ ہی رہا ہے مجھے کپڑا، دو دفعہ دھل کر خراب ہو جائے گا۔"

"نہیں باجی ہم دو نمبر مال نہیں بیچتا۔"

"چلو زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس، ڈیڑھ سو میں دو ورنہ ہم جائیں۔" ارسم جیبوں میں ہاتھ ڈالے صرف اس کے چہرے کو دیکھے جا رہا تھا۔

"چلو دو سو دے دو۔"

"تمہارا بیچنے کا ارادہ ہی نہیں ہے۔" وہ ارسم کی جانب مڑی۔ "چلو کہیں اور سے دیکھ لیں گے۔" وہ جب نہیں چلا تو وہ پھر سے زور دے کر بولی۔ وہ دونوں پھر سے سامنے کو چل پڑے۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا؟"

"پانچ گنوں گی میں۔" وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی مسکراتی بولی۔ "ایک، دو تین، چار، پانچ۔" اور پیچھے سے پٹھان نے آواز لگا دی۔

"ٹھیک ہے باجی لے لو۔"

اس نے گردن اکڑا کر ارسم کو دیکھا اور چلتی ہوئی پھر سے ریڑھی تک آئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے تو ڈیڑھ سو اس ہلکے کپڑے کے لیے زیادہ ہیں لیکن خیر۔" جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بے نیازی سے بولی۔

"اب اتنا زیادتی تو نا کرو باجی۔" ارسم چلتا ہوا ان تک آیا اور اپنے والٹ سے تین سو نکال کر آدمی کو پکڑا دیے۔ رومال پکڑ کر جیب میں ڈال لیا۔ زخرف کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ آدمی فوراً سے پیسے لے کر "شکریہ صاحب" کہتا کھسک گیا۔

"میں نے اتنی محنت سے تمہارے لیے آدھی قیمت کم کروائی اور تم نے اسے پورے پیسے دے دیے۔" اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ جھوٹ بول کر بارگین کرو؟"

"مانا کے تمہارے پاس بہت دولت ہے لیکن اگر اسی طرح اڑاتے رہو گے تو بہت جلد کنگال ہو جاؤ گے۔" وہ منہ بسورتی ہوئی بولی۔ اس کی ساری محنت رائگاں گئی تھی۔

"جب تم کسی برینڈڈ شاپ پر جاتی ہو، وہاں بھی جا کر اس طرح بارگین کرتی ہو؟"

"ان کی قیمتیں فکس ہوتی ہیں۔" فوراً جواب دیا۔

"نہیں ہمیں ان سے بارگین کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، جب کہ شرم ہمیں ایسے لوگوں سے قیمت پر جھگڑتے ہوئے ہونی چاہیے جو مشکل سے ایک دن میں اتنا پیسہ کماتے ہیں جس سے انکا پیٹ بھر جائے۔" وہ یہ کہہ کر واپس بلڈنگ کی جانب مڑ گیا۔

"جو بھی ہے وہ رومال ڈیڑھ سو سے زیادہ کا نہیں تھا۔" وہ بھی پھر پاکستان کی مڈل کلاس میں بڑی ہونے والی لڑکی تھی، جو لاکھ غلط ہونے کے باوجود اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے، چاہے دل سے کرلیں لیکن زبان سے؟ کبھی نہیں۔

ارسم واپس بلڈنگ چلا گیا لیکن وہ نہیں گئی تھی۔ وہ واپس جانے کی بجائے ایک گروسری سٹور پر آ گئی تھی جہاں سے اسے بہت ضروری شے خریدنی تھی۔ وہ شے خرید کر وہ واپس اپارٹمنٹ آ گئی۔

سفید شاپنگ بیگ اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔وہ شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر بالوں سے پونی کھینچی تو ہلکے بھورے بال کندھوں پر گر گئے۔وہ شیشے میں اپنے بھورے بالوں کو کئی لمحے دیکھتی رہی۔کیا اس احمد نامی لڑکے کو اس کے بالوں سے شک ہوا تھا؟ یا اس کی آنکھوں سے؟،جو ہو بہو اس کی ماں کی طرح دکھتی تھیں۔اس کی بھوری آنکھیں لال ہونے لگی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبی سانس کھینچی۔اسے یہ کرنا تھا۔اس نے آنکھیں کھولیں اور ہاتھ شاپنگ بیگ کی جانب بڑھا دیا۔

اسکے اپارٹمنٹ بلڈنگ سے کافی دور قبرستان میں مرزا موجود تھا۔اس کی آنکھیں بے حد نم تھیں، کندھے ڈھلکے ہوئے تھے۔وہ سب مردوں کے جھنڈ میں قبرستان سے باہر نکل رہا تھا۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کا دوست یوں چلا جائے گا۔وہ سب سے الگ ہی نڈھال سا چل رہا تھا۔اس نے چلتے ہوئے اپنی جیب

سے وہ سکیچ نکالا جو اس دن احمد نے اسے دیا تھا۔ وہ اس لڑکی کے سکیچ کو دیکھنے لگا، کیا اس کے دوست کے ساتھ وہ سب اسی لڑکی کی وجہ سے ہوا تھا؟

وہاں ایک طرف پتلی سی گلی تھی۔ ایک ہاتھ نے مرزا کو اس کے گریبان سے پکڑ کر اس گلی میں کھینچا۔ دیوار کے ساتھ لگے مرزا کی گردن پر اسے کھینچنے والے نے ایک چاقو رکھ دیا۔ چاقو والے شخص کا چہرہ مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے مرزا سے وہ سکیچ والا کاغذ جھپٹا۔

"آج کے بعد تم اس سکیچ والی لڑکی کو نہیں جانتے سمجھے اور تمہارا احمد نام کا کوئی دوست بھی نہیں تھا۔" چاقو کو اس کی شہ رگ کے مزید قریب لے جاتے ہوئے بولا۔

"سمجھ گیا، اس لڑکی کو میں نہیں جانتا اور میرا تو احمد نام کا کوئی دوست نہیں تھا بلکہ میں احمد نام کے کسی شخص کو ہی نہیں جانتا۔" وہ فوراً بولا، ماتھے پر پسینے کی ایک لہر دوڑ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"شاباش۔"اس نے پھر سے مرزا کو گریبان سے پکڑ کر اس گلی سے باہر دھکا دیا، اور مرزا بغیر پیچھے مڑے وہاں سے بھاگ گیا۔

••••••••••••••••••••••••••

ایذا وہاں آئی تو زخرف کچن میں مصروف تھی۔ وہ دوسری جانب منہ کیے سنک پر کھڑی صبح کے ناشتے کے برتن دھو رہی تھی۔ سر پر غیر معمولی طور پر نیلے رنگ کا سکارف باندھ رکھا تھا۔ایذا کچن میں آئی اور فریج کھول کر ایک جوس کی بوتل نکالی۔

"تم آج دفتر سے جلدی کیوں آگئی تھی؟"جوس کی بوتل منہ سے لگاتی ہوئی بولی۔

"ویسے ہی، سر میں درد تھا۔"وہ بغیر اس کی جانب منہ کیے بولی۔

"آج صبح سے ہی تم کچھ پریشان نظر آرہی تھی، کوئی مسئلہ ہے کیا؟"ایذا جوس کی بوتل فریج میں رکھ کر اس کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔

"نہیں تو۔" زخرف نا محسوس طریقے سے وہاں سے ہٹ گئی۔ سنک میں دو تین برتن بچے تھے لیکن وہ ہاتھ صاف کرتی فریج سے نا جانے کیا تلاش کرنے لگی۔

"کچھ تو ہوا ہے، یہ تم نے سر پر سکارف کیوں باندھ رکھا ہے؟ تم کچھ چھپا رہی ہو۔" ایذا مشکوک نظروں سے اسے دیکھتی پھر سے اس کے قریب آئی۔

"نہیں ایذا، کچھ بھی نہیں ہے۔ اور تمہیں کوئی کام نہیں ہے کیا جو میرے پیچھے پڑ گئی ہو؟" وہ ایک دم چڑ کر بولی۔ فریج بند کر کے وہ چولہے کے پاس آ گئی، جب کچھ سمجھ نہیں آئی کے کیا کرے تو کچن سے نکلنے کے لیے بڑھی۔ لیکن ایذا نے اس کا راستہ روک لیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا چھپا رہی ہو تم؟"

"ایذا ہٹو پیچھے۔" اور ایذا نے ایک دم آگے بڑھ کر اسکا سکارف کھینچ دیا۔ سکارف کھینچتے ہی ایذا نے بمشکل اپنی چینخ روکی۔ سکارف اس کے ہاتھوں سے گر گیا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اس وقت اس کے منہ پر تھے۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے؟" بے یقینی سے بولی۔

"میرا دل چاہ رہا تھا۔" زخرف تقریبا منمنائی۔ ایذا بے یقینی سے پیچھے ہٹتی جا رہی تھی۔

"آخر تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟" وہاں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور یوسف داخل ہوئے۔ وہ اپنی کیپ اور ماسک اتارتے ہوئے کچن کی جانب بڑھے۔

"کے بی آپ یہ نا ہی دیکھیں تو بہتر ہے۔" ایذا فورا سے بولی۔ یوسف اس کی بات کو سنتے ہوئے کچن تک آئے۔ کچن میں زخرف پر نظر پڑی تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے کیپ کو تقریبا گرتے گرتے بچایا۔

"زخرف؟" بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

"بس کردیں آپ لوگ۔ میرے بال ہیں میں جو مرضی کروں ان کے ساتھ۔" وہ ایک دم چڑ کر بولی۔ اپنے بالوں کا جوڑا بناتی ہوئی جنہیں اس نے ڈائی کر کے کالا رنگ دے دیا تھا، کچن سے نکل کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

کمرے میں آکر وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی، بال پھر سے کھل کر کندھوں پر گر گئے تھے۔ کالے بالوں میں اس کا چہرہ بھی بے حد مختلف لگنے لگا تھا۔ وہ باہر سے ایذا کی باتیں سن سکتی تھی۔

"کے بی میں آپ کو بتا رہی ہوں، جب تک یہ اپنے بال درست نہیں کر لیتی میں اس سے کوئی بات نہیں کروں گی، آخر کس عقل مند نے اسے بال کالے کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ بلکل چڑیل لگ رہی ہے۔" باہر کا دروازہ کھل کر زور سے بند ہوا۔ ایذا چلی گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کے ایذا کو اس کے بھورے بال کتنے پسند تھے۔

یوسف کمرے کے دروازے میں آکر کھڑے ہوئے اور اسے افسوس سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں لگتا ہے تم ان بالوں کا رنگ تبدیل کر کے اپنی پہچان بھی تبدیل کر لو گی؟"

"ایسا کچھ نہیں ہے، آج کل پچ بلیک بالوں کا فیشن ہے۔اسی لیے ڈائی کیے ہیں۔" وہ اپنے آنسوں ان سے چھپاتی بالوں کو سمیٹتی کمرے سے نکل گئ۔

....

اگلی صبح اس نے اپنے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر سر باہر نکالا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ اس نے سر اندر کر کے ایک گہری سانس لی۔اور ہاتھ میں پکڑی ایک ہیٹ سر پر پہن لی۔کالے بالوں کا کس کے جوڑا بنا رکھا تھا۔اس نے بالوں کو رنگ تو دیا تھا لیکن اب لوگوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

وہ اپارٹمنٹ سے نکلی تو اسکا پیر کسی شے سے ٹکرایا۔اس نے جھک کر دیکھا،اس کے اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے ایک پارسل پڑا تھا۔اس نے جھک کر وہ اٹھایا۔ اس پر نام کے خانے میں "ارسم ہلال خان" لکھا تھا۔تو اس کا پورا نام ارسم ہلال تھا۔

ایچ کے بھیجے آرٹیکلز میں اس نے اپنی پریشانی کے باعث اسکا پورا نام نہیں پڑھا تھا۔ اس نے ایڈریس کے خانے میں دیکھا۔ وہ پارسل دبئی سے آیا تھا۔ اس نے پارسل اس کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔

نیچے پارکنگ میں قدم رکھتے ہی وہ پچھتائی۔ سامنے ارسم اپنی گاڑی کا بونٹ کھولے اس پر جھکا ہوا تھا۔ کاش وہ اسے نا دیکھے۔ اس نے اپنے بیگ سے سن گلاسز نکال کر پہن لیں اور دھیرے دھیرے چلتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔ ابھی آدھے راستے میں ہی تھی کہ ارسم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پہلے وہ کچھ دیر اسے پہچاننے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ غیر معمولی سے حلیے میں تھی۔ سفید سکرٹ کے اوپر کالا اور سفید ہلکا سا کارڈیگن پہن رکھا تھا۔ سر پر بڑا سا ہیٹ تھا اور آنکھوں پر بڑا سا کالا چشمہ۔ جب وہ اسے پہچان گیا تو ایک دم ہنس پڑا۔ زخرف نے اسے ایسے نظرانداز کیا جیسے وہ اسے جانتی ہی نا ہو۔

www.novelsclubb.com

آفس پہنچ کر اس نے دل پر پتھر رکھ کر اپنی ہیٹ اتار کر ایک طرف رکھ دی۔ایذا اس سے منہ موڑے بیٹھی تھی اور اسکا اس سے بات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

کچھ وقت بعد زوہا اپنے ٹیبل سے اٹھ کر اس کے ٹیبل تک آئی۔وہ کچھ کہنے والی تھی، لیکن اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔ہاتھ فورا دل کے مقام پر گیا۔

"شش۔"زخرف فورا اس کو دیکھ کر بولی۔"صرف بال ڈائی کیے ہیں میں نے کوئی قیامت نہیں آگئی،اوکے۔"

"لیکن کیوں؟"زوہا بے یقینی سے اس کے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں کے یہ میرے بال ہیں۔"زخرف چڑ کر بولی۔آخر اس کے بال رنگنے سے ہر ایک کو اتنی تکلیف کیوں ہو رہی تھی؟

"ہاں اور چاہے میں چڑیل ہی کیوں نا لگوں۔"ایذا اپنے کمپیوٹر پر جھکی بولی۔زخرف نے غصے سے اسے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سچ بات کہوں، میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔ تم ان کالے بالوں میں بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی۔" زوہا کی بے باکی پر زخرف حیران رہ گئی۔ زوہا افسوس کرتی واپس اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔

"تم لوگ اس وقت مجھے باڈی شیم کر رہے ہو، اللہ اس سب پر تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔" وہ ایذا کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اللہ تمہیں بھی اس کے دیے ہوئے بالوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے پر کبھی معاف نہیں کرے گا۔" وہ ہار مان کر وہاں سے اٹھ ہی گئی اور کافی بنانے چلی گئی۔

وہ کافی بنا رہی تھی جب جمیل وہاں داخل ہوا۔

"یہ، یہ تمہارے بالوں کو کیا ہوا؟" وہ اسے دیکھتے ہی بولا۔ زخرف نے کافی کا مگ زور سے ہاتھ میں تھاما اور جمیل کی جانب مڑی۔

"اگر اب تم بھی شروع ہوئے نا تو گرم کافی تمہارے اوپر پھینک دوں گی میں۔" دانت پیستے ہوئے بولی۔

"ایک تو آج کل کی لڑکیاں بھی اللہ کی دی ہوئی شکل وصورت پر راضی نہیں ہوتیں لیکن خیر مجھے تمہیں ایک خوشخبری سنانی تھی۔" پہلی بات افسوس سے کہتا ہوا وہ آخری بات پر مسکرایا۔

"کیسی خوشخبری۔" وہ کافی کا پہلا گھونٹ بھرتے ہوئے بولی جو کے اسے بے حد بدمزہ لگی تھی۔ آج اسے ہر شے ہی بدمزہ لگ رہی تھی۔

"تم میری بات پر یقین نہیں کرو گی۔"

"بتاؤ گے، پھر ہی فیصلہ کروں گی کہ یقین کرنا ہے کے نہیں۔"

"باس اگلے ہفتے تھائی لینڈ جا رہے ہیں، ہمارے بہت ہی اہم کلائینٹس کے ساتھ وہاں میٹنگز ہیں۔" وہ اکسائیٹڈ سا بول رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو؟"

"تو یہ کہ تم ان کے ساتھ جا رہی ہو، وہ چاہتے ہیں ان کلائینٹس کو آئیڈیاز تم ہی پریزینٹ کرو۔" زخرف نے کافی مگ ایک جانب رکھا۔

"نہیں جمیل تم مذاق کر رہے ہو۔" بے یقینی سے بولی۔

"میں نے کہا تھا نا کہ تمہیں یقین نہیں آئے گا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"اف جمیل مجھے واقعی یقین نہیں آرہا، میں تھائی لینڈ جا رہی ہوں؟"

"میں تمہیں ہمیشہ کہتا تھا نا کہ ایک دن تم بہت آگے جاو گی اور دیکھو تم تو سیدھا تھائی لینڈ ہی پہنچ گئی۔" وہ جمیل کے انتہائی ٹھنڈے جوک کر بھی ہنس پڑی۔ جمیل ہنستے ہوئے ایک دم سیدھا ہوا، ٹائی کی نوٹ سیدھی کی اور چہرہ پر ایک دم سنجید گی طاری کی۔

www.novelsclubb.com

"ویسے برا نا ماننا لیکن یہ کالے بال تم پر بلکل سوٹ نہیں کر رہے۔" سنجیدگی سے کہتا وہاں سے چلا گیا۔

"عینک والا جن نا ہو تو۔" وہ چڑ کر بولی اور پھر ایک دم ہنسی۔ "کیا میں واقعی تھائی لینڈ جا رہی ہوں؟"

....

زخرف اور ایزا اس کے کمرے میں پیکنگ کر رہے تھے۔ پانچ دن گزر چکے تھے اور اب ایزا کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ زخرف بھی بغیر ہیٹ یا سکارف کے باہر جانے لگی تھی۔ ارسم بھی اسے کالے بالوں میں دیکھ کر شاک ضرور ہوا تھا لیکن اس نے باقی سب لوگوں کی طرح اس کے بالوں پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ اس نے سعد آغا کو بھی کچھ دنوں کے لیے اپنے ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ وہ اپنے اس ٹرپ کو دل سے انجوائے کرنا چاہتی تھی۔

یوسف کمرے میں آئے اور زخرف کو پکارا۔

"زخرف مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"بولیں۔" وہ سوٹ کیس میں بمشکل مزید کپڑے اڑستی ہوئی بولی۔ جب وہ کچھ نہیں بولے تو ان کی جانب دیکھا۔ وہ وہاں سے چلے گئے۔ شاید وہ اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتے تھے۔ وہ بھی باہر آ گئی جہاں وہ صوفے پر بیٹھے تھے۔ آ کر ان کے پاس بیٹھ گئی۔

"زخرف میں جانتا ہوں تم اس بات پر ری ایکٹ کرو گی، لیکن مجھے تمہاری فکر ہے۔ میں تمہیں جانے سے ہرگز نہیں روکنا چاہتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اکیلی نا جاؤ۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔ زخرف ان چھوٹی آنکھوں میں اپنے لیے فکر دیکھ سکتی تھی۔

"میں اکیلی تو نہیں جا رہی ہوں بابا۔"

"میں جانتا ہوں لیکن پھر بھی تمہاری سیکیورٹی کے لیے میں چاہتا ہوں تم جہانگیر کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔" زخرف نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"واٹ؟ آپ چاہتے ہیں میں اپنا مذاق بنواوں؟" یوسف اس کے قریب ہوئے۔

"نہیں زخرف، میں کیوں چاہوں گا کہ تم اپنا مذاق بنواو۔ لیکن بیٹا میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ تم ایک پرائے ملک ایسے اکیلی جاو۔ اگر جہانگیر تمہارے ساتھ ہو گا تو میں پر سکون رہوں گا۔" انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑا جسے زخرف نے جھٹک دیا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ مجھ سے یہ سب کہہ رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ایک ملازم کو اپنے ساتھ اپنی بزنس ٹرپ پر لے جاوں؟"

"زخرف تمہاری سیفٹی کے لیے یہ ضروری ہے۔"

"میری سیفٹی کی بات تو رہنے ہی دیں۔ ساری زندگی اکیلے ہی گزاری ہے میں نے۔" نا چاہتے ہوئے بھی بول گئی۔ نا جانے یہ شکوے اس کی زبان کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے تھے؟ ندامت کے مارے انکا چہرہ دیکھے بغیر وہ اٹھ کر پھر سے کمرے میں جا کر پیکنگ میں مصروف ہو گئی۔ وہ کافی اونچا بول رہی تھی اس لیے یقیناً ایذا نے اس کی باتیں سن لی تھیں۔ وہ باہر لاونج میں آئی اور یوسف کے پاس بیٹھی۔

"کے بی آپ پریشان مت ہوں، وہ بہادر ہے کچھ نہیں ہوگا اسے۔اور ویسے بھی کام کے لوگ بھی تو ساتھ ہی ہونگے نا اس کے۔"یوسف نے اس کی بات پر سر ہلا دیا البتہ چہرے کی تکلیف ابھی بھی نمایاں تھی۔

"اس کی زبان بہت زہریلی ہے۔لیکن اس کی زبان میں بھی یہ زہر اس کے ماضی نے گھولا ہے۔لیکن یقین جانیں وہ دل سے آپ کو یہ سب نہیں بولتی۔"

"تمہارا باس، کیسا انسان ہے وہ؟"وہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے بولے۔

"ہم نے ہمیشہ اچھی باتیں سنی ہیں ان کے بارے میں۔ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے زیادہ لنک نہیں ہے انکا لیکن ہمیشہ دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں سے یہی سنا ہے نہایت پروفیشنل انسان ہیں وہ۔"

"تم ادھر گپے ہانک رہی ہو، جبکہ ابھی میری آدھی سے زیادہ پیکنگ رہتی ہے۔" زخرف کمرے کے دروازے میں آکر چلائی۔ایذا غصے سے اٹھی اور کمرے میں جاتے ہوئے اس کے پاس رکی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تھوڑا سا احساس کر لو انکا۔ اتنے پریشان ہیں وہ تمہارے لیے اور تم دو بول تسلی کے نہیں بول سکتی انکو۔" آہستہ سی بول کر اندر چلی گئی۔

زخرف نے یوسف کو دیکھا، وہ دوسری جانب منہ موڑے بیٹھے تھے۔ وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔

"سوری، غصے میں بہت فضول بول دیتی ہوں میں۔"

"اٹس اوکے۔" دھیمی سی آواز میں بولے۔ چہرہ اب بھی دوسری جانب تھا۔

"اب آپ ایسے کریں گے تو میں کیسے جاوں گی؟" اس بات پر یوسف نے منہ موڑ کر اس کو دیکھا۔

"تم نے ایک بھی دفعہ مجھے بتایا ہے کہ تم کس شہر جا رہی ہو، ٹھہرو گی کہاں، کون کون ساتھ جا رہا ہے، کتنے دن کا ٹرپ ہے۔" پہلی دفعہ ان کے چہرے پر سخت تاثرات آئے تھے۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"بینکاک جائیں گے ہم۔ باس اور ان کے ساتھ انکا ایک سیکرٹری ہے۔ ہم تینوں وہاں ایک ہوٹل میں ٹھہریں گے، ابھی مجھے نہیں معلوم کہ کس ہوٹل میں۔ ایک ہفتے کا ٹرپ ہے۔ تین میٹنگز ہیں ہماری آلٹرنیٹوڈیز پر۔ اور اس کے بعد واپسی۔"

"اور تمہارا کھانا اور فلائیٹ وغیرہ؟"

"سب کچھ انہی کی طرف سے ہے۔ اور پلیز آپ میرے لیے پریشان بلکل نا ہوں، کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں میں۔ آپ کو پتہ ہے اپنے سکول کے دنوں میں لڑکوں کی کیسے درغت بنا دیتی تھی میں۔" آخری بات کرتے ہوئے ہنسی، لیکن یوسف نہیں ہنسے۔ انہوں نے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔

"اب اس سے تم انکار نہیں کرو گی۔"

"میرے پاس پیسے ہیں۔ اور کسی کا کارڈ یوز کرنا، میں تو اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔" زخرف نے نرمی سے انکا ہاتھ پیچھے کر دیا۔

"کسی کا نہیں تمہارے باپ کا کارڈ ہے اور تمہیں ضرورت پڑ سکتی ہے وہاں زخرف۔"

"میں نے آپ سے کہا نا میرے پاس پیسے ہیں۔اور مجھے مجبور نا کریں کہ میں آپ سے لڑ کر جاوں۔پہلے سب مجھے خود ہی غصہ دلاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میں زہر اگلتی ہوں۔" یقینا وہ ایذا کی بات سن چکی تھی۔یوسف نے بہت اسرار کیا لیکن اس نے انکے کارڈ کو ہاتھ تک نا لگایا۔وہ وہیں کھڑی اونچی آواز میں بولی۔

"ایذا اپنی وہ بلیو والی جینز بھی لے آنا،میری برگنڈی شرٹ کے ساتھ بہت اچھی لگے گی وہ۔"

"اپنے کپڑے تو جلدی مجھے دیتی نہیں ہو،اور میرے کپڑے کیسے منہ پھاڑ کر مانگ رہی ہو۔" ایذا اندر سے جلی بھنی چلائی۔

"ہاں تو تم نے کونسا تھائی لینڈ جانا ہوتا ہے۔" اسے چڑاتے ہوئے اس سے مزید اونچا چلائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اللہ کرے کام میں اتنی مصروف رہو تم، تھوڑا سا بھی گھومنے کا وقت نا ملے تمہیں۔"

"کسی کے جلنے کی بہت شدید بو آرہی ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اب تو تم میرے پیر بھی پکڑ لو تو بھی اپنی جینز نہیں دوں گی میں تمہیں۔"

....

لاہور ائیرپورٹ پر ہمیشہ کی طرح پردیس آنے جانے والوں کی ایک بھیڑ تھی۔ ایذا اسے چھوڑنے ائیرپورٹ آئی تھی البتہ یوسف نے اپارٹمنٹ میں ہی مل لیا تھا۔ اس وقت وہ دونوں جمیل کے ساتھ کھڑی تھیں جو اسے سی آف کرنے آیا تھا۔

"مجھے امید ہے تم میرا سر شرم سے نہیں جھکاؤ گی اور باس کے سامنے میری عزت قائم رکھو گی۔" زخرف سے زیادہ خوش وہ دکھ رہا تھا۔ ایذا نے منہ چڑا کر اسے دیکھا۔

"جمیل تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے اپنی بیٹی کو سسرال میں رخصت کر رہے ہو۔"

وہ کہے بنا نا رہ سکی۔ جمیل نے اس کی بات ان سنی کر دی۔

"فکر مت کرو جمیل میری پوری تیاری ہے اور میں کوئی بلنڈر نہیں کروں گی۔" وہ جمیل کو حوصلہ دیتی ہوئی بولی۔ ابھی وہ باتوں میں مصروف تھے کہ جمیل کو دور سے نعمان یلغاری اور اس کا سیکرٹری داخلی دروازے کی جانب بڑھتے نظر آئے۔

"چلو زخرف باس آ گئے ہیں۔" وہ زخرف کا بیگ پکڑ کر اس جانب دوڑا۔ وہ وہیں ایذا کے گلے لگ گئی۔ وہ دونوں کافی لمحے یونہی خاموشی سے ایک دوسرے کے لگے لگی رہیں۔ دونوں نے بمشکل آنکھوں میں آئی نمی کو اندر اتارا۔

"ہمارے ساتھ کانٹیکٹ میں رہنا، روزانہ کال کرنا اور کوئی بھی پریشانی ہو تو فورا بتانا۔" ایذا پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔

"اوکے۔" وہ بمشکل ایذا کو بائے بول کر اینٹری گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔ راستے میں ایک دفعہ پھر رک کر مڑی اور ایذا کی جانب بائے کرنے کے انداز میں ہاتھ لہرایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

....

فلائیٹ کا سارا بندوبست کمپنی کی طرف سے ہوا تھا۔ٹوئر کی ساری تفصیلات کے لیے باس کا سیکرٹری رحمی اس کے ساتھ رابطے میں رہا تھا۔اس وقت وہ پلین کی بزنس کلاس میں تھی۔ وہ اپنی زندگی میں پہلی دفعہ بزنس کلاس میں سفر کررہی تھی۔البتہ جہاز پر یہ زخرف کا پہلا سفر نہیں تھا۔ایک سال پہلے وہ اور ایذا سیونگز کر کے دبئی گئے تھے۔ لیکن بزنس کلاس میں بیٹھنے کی ٹھاٹھ ہی کچھ اور تھی۔اب وہ خوشی سے پاگل ہوتی ایک ایک چیز کا معائنہ کررہی تھی۔ جہاز کے پرواز بھرتے ہی سب سے پہلے ائیر ہوسٹس نے اسے جوس سرو کیا۔اس نے کھڑکی سے نظر آتے بادلوں کے سامنے گلاس کر کے اس کی تصویر لی۔ تصویر پوسٹ کرتے ہوئے اسے ایچ کی بات یاد آئی لیکن پھر اس نے سر جھٹک کر تصویر لگادی۔ آدھا سفر اسکا فرینڈز دیکھتے اور آدھا سفر سوتے گزرا۔ تقریباً شام کے سات بجے وہ بینکاک کے سوورنا بھومی ائیر پورٹ پہنچے۔وہ بہت معمولی سا ائیر پورٹ تھا۔'اس سے زیادہ

خوبصورت تو ہمارا اسلام آباد ائیر پورٹ ہے۔' زخرف نے سوچا۔ سامان کی کلیئرینس کے بعد وہ لوگ نیچے آئے جہاں ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ رحمی نا جانے کہاں چلا گیا تھا اور وہ اس وقت نعمان یلغاری کے ساتھ وہاں کھڑی تھی جو کب سے اپنے فون پر مصروف تھا۔ وہاں ایک طرف قطار میں بے شمار ٹیکسیاں کھڑی تھیں اور ایک طرف atm کی طرز پر بنی مشینیں تھیں۔ نعمان یلغاری نے فون پر مصروف سے انداز میں اسے ان مشینوں کی طرف اشارہ کیا۔ زخرف پزل سی ایک مشین کی جانب بڑھی۔ وہ کس چیز کی مشین تھی؟ اس نے پھر سے نعمان یلغاری کی جانب دیکھا۔ وہ دوسری جانب منہ کیے کھڑا تھا۔ اتنی دیر میں ایک لڑکا اس کے ساتھ والی مشین کے پاس کھڑا ہوا۔ وہ غور سے اسے دیکھنے لگی۔ اس نے اس مشین سے ایک ٹکٹ نکالا اور وہ ٹکٹ لے کر ٹیکسی کی طرف چلا گیا۔ اوہ تو وہ ٹیکسی کی ٹکٹ کے لیے بنائی گئی مشینیں تھیں۔ زخرف نے بھی لڑکے کو کاپی کرتے ہوئے تین ٹکٹ نکالے اور پھر سے نعمان یلغاری کے پاس آ گئی۔ آج اس نے سکن رنگ کا کوٹ اور ڈ

www.novelsclubb.com

ڈریس پہن رکھا تھا۔ پیروں میں سفید سنیکرز تھے اور سر پر سن گلاسز ٹکا رکھے تھے۔ کالے بالوں کو کس کے اونچی سی پونی میں باندھ رکھا تھا۔

رحمی آیا تو وہ ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔ وہ آگے بیٹھی تھی، رحمی اور نعمان یلغاری پیچھے بیٹھے تھے۔

جب ٹیکسی بینکاک کی سڑکوں پر آئی تو ارد گرد صرف اونچی اونچی عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ زخرف کو شدید بھوک لگی تھی اس لیے فلحال اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ جب وہ ہوٹل پہنچے تو کچھ لمحے تو وہ ہوٹل کو ہی دیکھتی رہ گئی۔ وہ بینکاک کا مشہور ہوٹل اوکارا تھا۔ ایک بڑا سا پول نیلے پانی سے ڈھکا تھا جو کہ تقریباً پورے ہوٹل کے سامنے پھیلا تھا۔ وہ پول کے ساتھ بنی ایک صاف راہداری پر چلتے ہوئے ہوٹل کے اندر داخل ہوئے۔ ہوٹل کی لابی اتنی سنہری تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے ہر شے سونے اور جواہرات سے بنی ہو۔ رحمی نے ریسیپشن سے اپنے ہوٹل کے کمرے کلیم کیے اور اس کے کمرے کا کارڈ اس نے جانب بڑھایا جسے زخرف نے فوراً تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

نعمان یلغاری تیزی سے آگے چلتا جارہا تھااور رحمی پیچھے زخرف کے ساتھ۔

"تمہارا روم میرے روم کے ساتھ ہی ہے کوئی مسئلہ ہو تو بتا دینا۔ فلحال کھانا تمہارے روم میں آجائے گا۔اس کے علاوہ بھی اگر کچھ کھانا ہو تو فوڈ کورٹ چلی جانا۔"ایک مزید کارڈ اس کی جانب بڑھایا۔"اس کارڈ سے تم کچھ بھی کھا سکتی ہو، لیکن دھیان رہے تم حلال کھانے کے بفے پر جاو۔ کل گیارہ بجے میٹنگ ہے اور میٹنگ ٹاپ فلور پر ہو گی، وقت پر پہنچ جانا۔"وہ اسے ہدایت کر کے تیز چلتا نعمان یلغاری کے ساتھ جاملا۔

وہ اپنے مطلوبہ فلور پر آئی اور اپنے روم کے لاک پر کارڈ سے ہلکا سا ٹچ کر کے دروازہ کھولا۔ کارڈ کو ہولڈر میں ڈال کر سوٹ کیس وہی چھوڑ کر وہ بھاگی اندر آئی۔اس نے اتنا خوبصورت کمرہ زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔وہ ایک لگژری ہوٹل کا بہت مہنگا کمرہ تھا۔ایک خوبصورت سے جہاز سائز بیڈ پر کئی انچ موٹا میٹرس تھا۔وہ تقریبا گرتے ہوئے اس پر لیٹی، وہ بے حد آرام لائق تھا۔پھر کھڑکی پر نظر پڑی تو دوڑتی ہوئی اس

تک آئی اور پردے ہٹائے۔ پردے ہٹا کر اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نا آیا۔ وہاں سے ویو اتنا خوبصورت تھا کہ نظریں ہٹانے کو جی نا چاہتا تھا۔ نیلے پانی سے بھرا پول اس کے کمرے کے بلکل نیچے تھے۔ پانی ہوٹل کی سنہری روشنیوں میں بے حد دلکش لگ رہا تھا۔ اس نے اپنے کر اس باڈی بیگ سے اپنا فون اور وہ سم نکالی جو رحمی نے اسے ائیر پورٹ پر دی تھی۔ سم ڈال کر اس نے واٹس ایپ آن کیا۔ اس خوبصورت سے ویو کی اور اپنے کمرے کی ایک چھوٹی سی ویڈیو بنا کر اس نے ایذا کو سینڈ کی، یوسف کی چیٹ کھولی، کچھ دیر ہچکچائی لیکن پھر ان کو بھی سینڈ کر دی۔ ابھی وہ انہیں کال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ فلحال وہ صرف کھانا کھا کر سونا چاہتی تھی۔ سفر کی تھکاوٹ سے اس کا جسم بہت درد کر رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں کھانا آگیا اور کھانا دیکھ کر ہی اسکا دل بھر گیا۔ کھانے میں صرف اور صرف سی فوڈ تھا۔ زخرف کو سی فوڈ بلکل بھی پسند نہیں تھا۔ کچھ دیر وہ کھانے کی ٹرے کو بے دلی سے دیکھتی رہی اور پھر رحمی کو کال ملائی۔

"رحمی انہوں نے صرف سی فوڈ بھیجا ہے، میں سی فوڈ نہیں کھاتی۔"

"یہاں تمہیں حلال صرف سی فوڈ ملے گا۔ سوری میں کچھ نہیں کر سکتا۔"اس نے فون بند کیا اور جی کوڑا کر کے ایک پروِن منہ میں رکھا۔ کریبز اور آکٹوپس کی طرف تو اس نے دیکھا تک نہیں۔ تھوڑا بہت کھا کر اس نے باقی کا کھانا واپس کر دیا اور سو گئی۔

....

صبح آٹھ بجے اس کی آنکھ کھل گئی۔ سب سے پہلے اس نے یوسف کو کال کی جن کی بے شمار کالز آئی ہوئی تھیں۔ انہیں مکمل تسلی دلائی کے وہ بلکل ٹھیک ہے، پھر کافی دیر ایذا سے باتیں کرتی رہی۔ فون کالز کر کے وہ نیچے کھانے کے ہال میں چلی آئی۔ وہاں کا سٹاف ہلکی پھلکی انگریزی بول لیتا تھا۔ سٹاف سے پوچھ کر وہ حلال بفے پر آ گئی۔ بریک فاسٹ میں بھی وہاں بہت سارا سی فوڈ تھا۔ اس نے حسرت بھری نگاہوں سے دوسرے بوفیز کو دیکھا جہاں شکل سے لذیذ دکھنے والے کئی طرح کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھانے دکھ رہے تھے۔ کیا ہو جائے گا اگر بینکاک والے تھوڑا سا حلال چکن ہی بنا لیں؟

ناشتے میں اس نے بریڈ، مارملیڈ اور فروٹس سے ہی کام چلایا۔ ناشتے کے بعد وہ کافی اور اپنا لیپ ٹاپ لے کر باہر آ گئی۔ باہر موسم کافی اچھا تھا۔ ابھی صبح کا وقت تھا لہذا اکا دکا لوگ شورٹس میں گھومتے نظر آ رہے تھے۔ وہ پول کے پاس ایک کرسی میز پر لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گئی۔

تقریباً دس بجے اپنا کام مکمل کر کے وہ تیار ہونے چلی گئی۔ رحمی یا نعمان یلغاری اسے ابھی تک نظر نہیں آئے تھے۔ آج اس نے فیروزہ رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی، پیروں میں خوبصورت سلور رنگ کی پینسل ہیلز تھیں۔ کالے بال سیدھے کر کے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ جب سے اس نے اپنے بالوں کو رنگا تھا وہ خود کو زیادہ شیشے میں نہیں دیکھتی تھی۔

گیارہ بجے وہ ٹاپ فلور پر آئی تو رحمی اور نعمان لغاری اسے کونے والی میز پر بیٹھے نظر آئے۔ وہ لوگ ریلنگ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ نعمان یلغاری ہمیشہ کی طرح فون پر جھکا تھا اور رحمی نیچے کے خوبصورت مناظر میں کھویا ہوا تھا۔ اوپر ہوا سے اس کے کالے بال اڑنے لگے۔ وہ چلتی ہوئی ان کے قریب پہنچی اور ان دونوں کو سلام کر کے بیٹھ گئی۔ نعمان یلغاری نے اس کے سلام کا جواب نا دیا بلکہ وہ مکمل طور پر فون پر جھکا رہا، جیسے اسے وہاں بیٹھتے بھی نوٹس نا کیا ہو۔ شاید وہ ایسا ہی تھا۔ البتہ رحمی نے سرسری سا جواب دیا اور پھر سے نیچے دیکھنے لگا۔ وہ بھی خاموشی سے بیٹھی رہی۔ کچھ دیر بعد نعمان یلغاری نے فون سے سر اٹھایا اور مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"مس زخرف کیسی ہیں آپ؟ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی آپ کو یہاں؟" بلکل عام سے انداز میں بولا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں سر، پوچھنے کے لیے شکریہ۔" وہ رسمی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

www.novelsclubb.com

"رحمی بتارہا تھا کہ آپ کو کھانے کو لے کر کوئی ایشو ہے۔"

"جی دراصل یہاں زیادہ سی فوڈ ہے اور میں سی فوڈ نہیں کھاتی۔"

"تھائی لینڈ میں تو آپ کو سی فوڈ ہی ملے گا البتہ اور بھی بہت کچھ مل سکتا ہے اگر آپ کھانا چاہیں تو۔" زخرف کو اس کی بات ٹھیک سے سمجھ نا آئی۔ نعمان یلغاری ساتھ ہی اس سے میٹنگ کے مطلق بات کرنے لگا تو اس کا دھیان اس طرف مبذول ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں انکے کلائینٹس آ گئے۔

میٹنگ سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی جب رحمی نے اسے پکارا۔ وہ اپنے کمرے کے پاس کھڑی تھی، وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"اب کل کا دن فری ہے تو تم جو چاہے کر سکتی ہو۔ پرسوں ہمیں فوکٹ آئی لینڈ جانا ہے۔ دوسری میٹنگ وہیں ہے۔ ہم اسی دن واپس آجائیں گے۔ پھر اگلی میٹنگ یہیں ہو گی اور اس کے بعد واپسی۔" وہ کسی روبوٹ کی طرح بولتا تھا۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ تینوں میٹنگز اسی ہوٹل میں ہو گیں۔ کسی آئیلینڈ کا ذکر نہیں کیا تھا تم نے۔"

"ہمارے کلائینٹس نے وینیو تبدیل کر دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں میٹنگ قدرتی ماحول میں ہو۔" اتنا کہہ کر وہ اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔ زخرف بھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس نے وینیو کی تبدیلی پر مائینڈ نہیں کیا تھا۔ خیر ہے اسی بہانے وہ فوکٹ آئیلینڈ بھی دیکھ لے گی۔ اور ویسے بھی رحمی کے مطابق وہ اسی دن یہاں واپس آ جائیں گے۔

فلحال اسے کل کے دن کو پلین کرنا تھا۔ کل کا دن وہ بلکل فری تھی اور بینکاک گھوم سکتی تھی۔ وہ لیپ ٹاپ لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور بینکاک میں گھومنے والی جگہیں تلاش کرنے لگی۔

....

تھائی لینڈ سے دور پاکستان کے شہر لاہور میں موجود اس عمارت کا وہ کمرہ ابھی بھی اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ اندھیرہ ہونے کی وجہ سے وقت کا تعین کرنا مشکل تھا۔ کمرے میں صرف موبائل فون کی نیلی روشنی اور سگریٹ کی تیز بو پھیلی محسوس ہوتی تھی۔ اس نے آدھی پھونکی ہوئی سگریٹ کو ہونٹوں میں دبا رکھا تھا، نظریں موبائل کی سکرین پر جمی تھیں۔

اچانک سے دروازہ کھلا اور آنے والے نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ رکھ کر کمرے کو سفید بتیوں سے روشن کر دیا۔ سگریٹ ہونٹوں میں دبائے شخص نے آنکھیں فوراً سے میچ لیں۔ کچھ لمحے گزرے اور جب وہ روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوا تو اس نے سر اٹھا کر کمرے کو روشن کرنے والے شخص کو غصے سے بھری نگاہوں سے دیکھا۔ سگریٹ ہونٹوں سے نکال کر ایش ٹرے میں پھینک دیا۔ منہ سے دھوئے کا مرغولہ اٹھا جو چند لمحے ہوا میں معلق رہا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟" دبے غصے سے چلایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تو تم مجھے بتاؤ کہ یہ کیا حرکت ہے۔ تمہارے سٹاف کی مجھے کالز پر کالز آ رہی ہیں۔ تم سارا سارا دن کمرے کو اندھیر کر کے اپنے فون میں گھسے رہتے ہو۔ اگر یہی سب چلتا رہا نا سعد تو بہت جلد تم اپنے باپ کی اتنی محنت سے کھڑی کی گئی سلطنت کو اپنی آنکھوں سے گرتا دیکھو گے۔" کمرے کو روشن کرنے والا شخص پچاس برس سے زیادہ کا دکھتا تھا۔ اس نے سفید شلوار قمیض کے اوپر کالے رنگ کی ویسٹ کوٹ پہن رکھی تھی۔ سفید بال جیل سے پیچھے کو کر رکھے تھے۔

"آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے افتی۔ میں مصروف تھا۔" اب کہ وہ قدرے اکتا کر بولا۔

"سعد تم یہ بات مکمل طور پر بھولتے جا رہے ہو کہ تم کوئی عام انسان نہیں ہو۔ تم واصف آغا کے اکلوتے بیٹے سعد آغا ہو۔ تمہیں اپنا رویہ درست کرنا ہو گا۔"

"یار۔" اس نے بازوں لمبے کر کے دو تین انگڑایاں لیں۔ "ایک تو تم نے میرے ناک میں بہت دم کر رکھا ہے۔ آخر تم میری جان کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔" کچھ دیر کمرے میں خاموشی رہی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہاری اس حالت کی قصوروار وہ لڑکی ہے۔ میری تو سمجھ سے باہر ہے تم ایسی لڑکی کی محبت میں کیسے گرفتار ہو سکتے ہو جو تمہارے باپ کے دشمن کی اولاد ہے۔ اور تم نے تو واصف آغا کی لیگیسی کو سرے سے ہی بھلا دیا ہے۔" افتی افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"محبت کیا چیز ہے یہ تم جیسے لوگ کیسے سمجھ سکتے ہیں افتی۔ کیا تم نے کبھی مچھلی کو پانی کے بغیر تڑپتے ہوئے دیکھا ہے؟ جب انسان کسی کی محبت میں مبتلا ہوتا ہے نا تو اسکا دل بھی اپنے محبوب کے لیے ایسے ہی تڑپنے لگتا ہے۔" وہ آنکھیں بند کیے بول رہا تھا۔ افتی اس کی بات پر افسوس سے سر جھٹکتا آگے بڑھا اور ایش ٹرے سے سگریٹ پکڑ کر نیچے پھینکا اور اپنے جوتے سے اسے مسل دیا۔

"جتنی جلدی ہوش میں آجاو اتنا بہتر ہے۔ پہلے ہی اس لڑکی کی وجہ سے بہت سال برباد کر چکے ہو تم۔"

www.novelsclubb.com

"میں محبت کے نشے میں ڈوب چکا ہوں افتی اور اب ہوش میں آنے کے امکانات نہیں ہیں۔اس لڑکی نے مجھے برباد کر دیا ہے۔" وہ کہہ کر اپنی ہی بات پر اونچا سا قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"میرے بس میں ہو تو میں اس لڑکی کو۔۔۔۔" افتی نے بمشکل کچھ برا کہنے سے اپنی زبان کو روکا۔سعد نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔اس کا جبڑا تنا اور وہ غصے سے اٹھ کر افتی کے قریب آیا۔اس کی ویسٹ کوٹ کے ایک بٹن سے کھینچ کر اسے تھوڑا اپنے قریب کیا۔

"تم ہمیشہ مجھے اپنے باپ سے بھی زیادہ عزیز رہے ہو افتی اور میں تمہیں بتا رہا ہوں ایسی غلطی دوبارہ نا کرنا۔ایک دفعہ تم اسے اغوا کرنے کا گناہ کر چکے ہو اور میں نے تمہیں اس کے لیے معاف کر دیا تھا۔لیکن اگر تم نے دوبارہ ایسا کچھ کرنے کا سوچا بھی تو اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لوں گا اور ہاں، نا ہی تم پر رحم کھاؤں گا اور نا ہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک بھی آنسوں بہاوں گا۔" ایک جھٹکے سے اسکی ویسٹ کوٹ کا بٹن چھوڑا جو کہ باہر نکل کر لٹک چکا تھا۔

"کاش میں اس دن تمہیں اپنے ساتھ نا لے کر جاتا، کاش وہ لڑکی تمہاری زندگی میں آئی ہی نا ہوتی۔" افتی اپنا بٹن کھینچ کر جیب میں ڈالتا ہوا باہر چلا گیا۔ سعد پھر سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ فون پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ اس پر زخرف کی لاہور ائیرپورٹ کی تصویر تھی۔ وہ انٹری گیٹ کی جانب بڑھتی ہوئی پیچھے مڑ کر کسی کو بائے بول رہی تھی۔

"وہ دن تو میری زندگی کا سب سے خوبصورت دن تھا افتی، تم یہ بات کبھی نہیں سمجھ سکتے۔" وہ یاسیت سے اس تصویر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے تمہارے بھورے بال بہت پسند تھے، تم نے انکورنگ کر اچھا نہیں کیا۔" اس نے اس کی ایک بھورے بالوں والی تصویر کھولی اور پیچھے ٹیک لگا کر اسے دیکھنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

....

اگلی صبح زخرف کی آنکھ پھر سے جلدی کھل گئی۔ بینکاک میں سیاحت کے لیے دن کی شروعات بارہ بجے کے بعد ہوتی تھی۔ لہذا وہ رف سی ٹراوزر شرٹ میں ملبوس پیروں میں ہوٹل کی ہلکی سی فلپ فلاپ پہنے باہر آگئی۔ ان چپلوں میں چلتے ہوئے اسے ناجانے کیوں ارسم اور وہ ٹوٹی چپلیں یاد آگئیں۔

'وہ میری سیکرٹ پلیس ہے۔' اپنا جملہ یاد آنے پر وہ ہنسی۔ وہ چپلیں اس نے ایک آنلائن تھرفٹ شاپ سے لی تھیں۔ اب وہ ایک بزنس مین کو یہ کہتی کہ اس کی وہ پسندیدہ چپلیں لنڈے کی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

وہ نیچے لابی میں آئی تو صرف سٹاف ادھر ادھر گھومتا نظر آرہا تھا۔ سیاح اس وقت غالباً گہری نیند میں تھے۔ وہ باہر آکر پول کے پاس اپنی پسندیدہ جگہ پر بیٹھ گئی۔ وہاں بیٹھے اس نے ایذا کو فون لگایا۔ جب اس نے ایذا کو بتایا کہ وہ کل کی میٹنگ کے لیے فوکٹ آئیلینڈ جا رہی ہے تو ایذا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا

تھا کہ وہ بھی اڑ کر وہاں آجائے۔زخرف کا خوب دل چاہا کہ کاش ایذا اس کے ساتھ ہوتی۔ایذا سے بات کر کے اس نے کچھ دیر یوسف سے بات کی۔ان کے سوال کچھ یوں تھے۔

'تمہارے باس کا رویہ تمہارے ساتھ پروفیشنل ہی ہے نا؟ کھانا تو ٹھیک سے کھاتی ہو نا؟ نیند آجاتی ہے ؟ اکیلے ڈر تو نہیں لگتا؟ پیسوں کی ضرورت تو نہیں ہے ؟'وہ شاید ابھی بھی ان کے لیے دو سال کی بے بی زخرف تھی۔ان کی کھانے والی بات پر اس کا دل بھر آیا لیکن اس نے انہیں یقین دلایا کہ وہ ٹھیک سے کھاتی ہے، بلکہ تھائی لینڈ کا کھانا بہت مزے کا ہے۔آہ کاش یہ بات سچ ہوتی۔

www.novelsclubb.com

تقریبا گیارہ بجے وہ باہر جانے کے لیے تیار ہونے لگی۔آج اس نے ہلکا نیلا پیروں تک آتا فراک پہنا تھا، پیروں میں سفید سنیکرز تھے۔بال اونچی پونی میں باندھ لیے۔

پاکستان کی کریم اوراوبر کی طرح تھائی لینڈ میں گریب چلتی تھی۔اس نے رات میں ہی اس کی ایپ ڈاونلوڈ کرلی تھی۔ تیار ہو کراس نے فون دیکھاتواس کی گریب آچکی تھی۔

سب سے پہلے اس نے ضرورت کے مطابق atm سے پیسے نکلوائے۔ تھائی لینڈ دنیاکے سستے ترین ممالک میں سے تھالہذااس نے کم ہی پیسے نکالے۔سب سے پہلی جو جگہ اس نے سیاحت کے لیے سوچی تھی وہ واٹ ارن تھا۔واٹ تھائی زبان میں مندر کو کہتے ہیں۔اور بینکاک سب سے زیادہ اپنے مندروں کی وجہ سے مشہور ہے۔واٹ ارن بدھوں کاایک بہت بڑامندر ہے جس میں پیتل اورتانبے سے بنا ہواایک بہت بڑابت چت لیٹاہوا ہے۔ مندر کانام ہندووں کے بت ارونا کے نام پر رکھا گیا تھا جس کا مطلب سورج سے پھوٹتی ہوئی کرنیں ماناجاتاہے۔یہ تھونبوری کے مقام پر چاوپھرایہ کے دریاکے شمال میں ہے۔جب وہ وہاں پہنچی تو وہاں سیاحوں کاکافی رش تھا۔واٹ کے اندر جانے کی ٹکٹ سو بہت کی تھی۔ تھائی کی کرنسی "

بہت" کہلاتی ہے۔وہ ٹکٹ لے کر اندر آئی تو بڑی سی چاندی کے رنگ میں لپٹی عمارت نے اسکا استقبال کیا۔اس عمارت کو دیکھ کر لگتا تھا کہ بدھوں نے سارے جواہرات اسی عمارت پر لگا دیے ہوں۔واٹ کی جانب جاتی ہوئی سیڑھیوں کی شروعات میں دو مجسمے دائیں بائیں جانب کھڑے تھے۔ان مجسموں کی کمر پر دو دو پر تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انسانوں کے مجسمے نہیں تھے۔ان کے ہاتھوں میں موجود تلواروں اور چہرے پر ہمیشہ کے لیے قید ہوئے غصے سے لگتا تھا کہ ان کو جنگ کے دوران ہی کوئی منتر پڑھ کر پتھر کا بنا دیا گیا ہو۔زخرف نے اپنا فون نکالا اور انکی تصویر بنائی۔اس کا بہت دل چاہا کہ وہاں اپنی تصویر بھی بنائے۔اس سے کچھ ہی دور ایک چائینیز کپل کھڑا تھا۔اس نے آدمی سے درخواست کی کہ اس کی ایک تصویر بنا دے۔وہ کافی خوش اخلاق کپل تھا،اور وہ فوراً سے آمادہ ہو گئے۔وہ موبائل انہیں پکڑا کر ایک مجسمے کے قریب آئی اس کی آنکھوں میں اس سے بھی زیادہ غصے

www.novelsclubb.com

سے دیکھتے ہوئے اس کی جانب ایک مکا لہرا کر کھڑی ہو گئی۔ تصویر بناتا کپل اس کی اس حرکت پر ہنس دیے۔

"یو لک مور اینگری دین ہم" اسے فون پکڑاتے ہوئے وہ عورت بولی۔ زخرف نے ہنستے ہوئے انکا شکریہ ادا کیا۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر آئی تو اوپر بھی سیاحوں کا رش لگا تھا۔ واٹ کی سفید دیواروں پر کئی قسم کے بے حد خوبصورت پھول بنے تھے۔ وہ کپل اس کے آس پاس ہی تھا لہذا اس نے ان سے مزید کچھ تصویریں بنوائیں اور بدلے میں انکی بھی کپل پکس بنا دیں۔

www.novelsclubb.com

"آر یو امیریکن؟" اس چینی عورت نے اس سے پوچھا جو کہ قد میں اس سے بہت چھوٹی تھی۔

"نو نو، پاکستانی۔" زخرف مسکرا کر بولی۔

"یور فیچرز۔۔۔۔امیریکن۔" وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولی۔

"مائی مدر واز امیریکن۔" وہ جانتی تھی کہ چینی لوگ امریکیوں سے نفرت کرتے ہیں لیکن اس کے بتانے کے بعد بھی اس کپل کے رویے میں کوئی فرق نا آیا۔

تصویروں سے فارغ ہو کر وہ واٹ کے اندر چلی آئی۔اندر ایک بہت جائینٹ بت جو کہ دیکھنے میں سونے کا بنا لگتا تھا، سلاخوں کے پیچھے لیٹا ہوا تھا۔وہ سانس روکے اس آرٹ کے مجسمے کو حیران ہوتی سر سے پیر تک دیکھتی رہی۔کچھ دیر وہاں گزارنے کے بعد وہ گریب بک کرواتی پھر سے باہر آگئی۔اسکی اگلی منزل پلاٹینم مال تھا۔

پلاٹینم مال تھائی لینڈ کے بڑے مالز میں سے ایک تھا۔

www.novelsclubb.com

مال پہنچ کر اسے شدید بھوک لگ چکی تھی۔چوتھے فلور پر فوڈ کورٹ تھا۔بہت گھوم کر بھی وہ حلال کھانے میں سی فوڈ کے علاوہ کچھ بھی تلاش نا کر پائی۔تھک کر اس نے ایک کوکونٹ سموتھی خریدی۔شروع میں اسے پیتے ہوئے لگا جیسے صرف دودھ میں ناریل کا پانی انڈیل دیا گیا ہو، لیکن کچھ سپ کے بعد اسکا ذائقہ بے حد

بڑھ گیا۔مال سے اس نے یوسف کے لیے کچھ ٹی شرٹس خریدیں،اپنے اور ایذا کے لیے اس نے بیگ لیا۔کپڑے وہاں اسے کوئی پسند نا آئے۔بھوک اسے ہر پل ستا رہی تھی لہذا وہ چائنہ روڈ آگئی۔اسے یقین تھا کہ کم از کم یہاں سے کھانے کو کچھ مل جائے گا۔

چائنہ روڈ بہت بڑی روڈ تھی جو مکمل طور پر سرخ اور پیلے رنگ سے سجی تھی۔یہ روڈ اپنے سٹریٹ فوڈ کی وجہ سے مشہور ہے۔چل چل کر اس کی ٹانگیں تھک گئی لیکن اسے کچھ ڈھنگ کا کھانے کو نا ملا۔وہ جس بھی سٹول پر جاتی تو کہیں کیکڑے، کہیں مگرمچھ کا گوشت تو کہیں کسی اور قسم کا کوئی سمندری کیڑا ہوتا۔وہاں چلتے ان کھانوں کی خوشبو سے اسے متلی ہونے لگی تھی۔شام ہونے کو تھی اور وہ پیٹ بھر کر کھانا نا کھا سکی تھی۔اسے وہاں ایک پھل کا ٹھیلہ نظر آیا تو اس نے ڈھیر ساری سٹابری خرید کر اسی سے پیٹ بھر لیا۔کھانے کی وجہ سے اسے رہ رہ کر رونا آرہا تھا اور اپنے ملک کے لذیذ کھانے یاد آرہے تھے۔

اس نے بہت ساری جگہوں کا سوچا تھا لیکن ایک دن میں اتنی جگہ گھومنا ممکن نا تھا۔ لہذا وہ میٹرو لے کر ایک آخری جگہ پر پہنچی۔ یہ جگہ Big Knit اپنی ایک انوکھی طرز سے مشہور تھی۔ سیاح یہاں آکر کھانا کھاتے اور ساتھ بنائی کرتے۔ زیادہ تر لوگ بیگز بناتے تھے۔ اس نے بھی بیگ بنانے کا سوچ رکھا تھا۔ ایک ویٹر نے اس کے پاس بیٹھ کر اسے knitting کے سٹیپ سکھائے اور اس نے نیلی بے حد موٹی اون سے ایک خوبصورت سا پرس دو گھنٹے میں تیار کیا۔ وہ پرس اس نے ایذا کے لیے بنایا تھا۔

تقریبا رات کے آٹھ بجے وہ واپس ہوٹل پہنچی۔ شدید بھوک کی حالت میں وہ فوڈ کورٹ آئی اور وہاں سے سلاد اور سبزیوں کا سوپ لے کر اسی سے ہلکا پھلکا گزارا کر لیا۔ روم میں آکر وہ سچ میں رونے لگی۔ اسکا پیٹ رہ رہ کر اسے اس کے ملک کی یاد دلا رہا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ ایذا کو فون کرتی ہے لیکن پھر اس خیال کے تحت نا کیا

کہ وہ فورا یوسف کو بتادے گی۔ خیر ہے کچھ ہی دن رہ گئے تھے، واپس جا کر وہ پیٹ بھر کر کھانا کھائے گی۔ خود کو یہی دلاسے دیتے ہوئے سو گئی۔

....

اگلی صبح وہ گھوم پھر کر تھکی ہاری گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی جب رحمی نے اسکا دروازہ بجایا۔ اس نے آنکھیں ملتے، جمائی کو روکتے دروازہ کھولا تو رحمی کو بلکل تیار سا اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر اس کے دماغ کے سارے خانے جاگ گئے۔ آج تو انہوں نے آئی لینڈ پر جانا تھا۔

"یہ کیا تم تیار کیوں نہیں ہوئی، ہمیں آدھے گھنٹے میں نکلنا ہے۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

"ہاں میں تو تیار ہوں، صرف دو منٹ دے دو۔" زبردستی مسکرا کر بولی۔

"خواتین والے دو منٹ؟" وہ اکتا کر بولا۔

"میں بلکل وقت پر باہر ہوں گی۔" وہ سر ہلاتا چلا گیا۔زخرف دوڑتی ہوئی دروازہ بند کر کے اندر آئی۔اور تقریباً دوڑتے ہوئے ہی تیار ہوئی۔آج اس نے آئی لینڈ کی مناسبت سے سفید رنگ کا پیروں تک آتا کھلا فراک پہنا تھا۔پیروں میں براون رنگ کی سینڈلز تھیں۔ایک چھوٹے بیگ میں لیپ ٹاپ اور باقی کا سامان رکھ کر وہ نیچے فوڈ کورٹ کی طرف بھاگی۔کافی اور سبزیوں کا سینڈوچ لے کر وہ باہر آئی تو رحمی ایک ٹیکسی کے پاس کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔وہ معذرت کرتی اندر بیٹھی تو نعمان یلغاری پہلے سے ہی پیچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔اس نے بیٹھتے ہی اسے سلام کیا اور دیر سے آنے پر معذرت کی لیکن ہمیشہ کی طرح ناتو اس نے اس کے سوال کا جواب دیا اور ناہی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔کافی اور سینڈوچ ختم کر کے وہ وہیں لیپ ٹاپ آن کر کے میٹنگ کی تیاری کرنے لگی۔اسے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ آگے ان لوگوں نے کیسے جانا ہے۔ ٹیکسی ایک کھلے سے میدان میں آکر رک گئی۔وہ دونوں ٹیکسی سے باہر نکلے تو وہ بھی اپنا سامان سمیٹتی باہر آگئی۔وہاں ناتو کوئی ٹرین کا سٹیشن

تھااور نا ہی کوئی اور گاڑی۔ وہ سوالیہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی ان کے پیچھے چل پڑی۔ دور کسی شے کے پھڑ پھڑانے کی آواز آرہی تھی۔ جب وہ شور کرنے والی شے اسکی نظروں میں آئی تو اس کا منہ کھلا رہ گیا۔ دور ایک ہیلی کاپٹر اپنے پیڈ پر کھڑا تھا اور وہ آواز اس کے پروں کی تھی۔ وہ لوگ ہیلی کاپٹر پر آئی لینڈ جانے والے ہیں؟ زخرف نے بمشکل اپنی خوشی کو کنٹرول کیا۔ پہلے اسے تھوڑا ڈر محسوس ہوا لیکن ہیلی کاپٹر پر بیٹھنا اس کا اب تک کا سب سے مزے کا ایکسپیریئنس تھا۔ ایک کھڑکی کے ساتھ نعمان تھا اور ایک کے ساتھ زخرف۔ رحمی بیچ میں بیٹھا تھا۔ کچھ ہی دیر میں انکا ہیلی کاپٹر جزیزے کے اوپر تھا۔ فوکٹ کا جزیزہ تصویروں سے زیادہ اصل میں خوبصورت تھا۔ وہ ہیڈ فونز لگائے، نیچے نیلا پانی اور اس کے گرد پھیلی ہوئی سفید ریت کو دیکھ سکتی تھی۔ ہیلی کاپڑ سے اتر کر قریب ہی ایک گاڑی انکی منتظر تھی۔ اس گاڑی نے انہیں ایک خوبصورت ولا کے قریب اتارا۔ وہاں زخرف کو ارد گرد کوئی

www.novelsclubb.com

بھی انسان نظر نا آیا۔ ولا چاروں طرف سے ہریالی میں گھرا تھا۔ زخرف رحمی کے قریب جھکی اور دھیمی سی آواز میں بولی۔

"یہاں کوئی اور نظر کیوں نہیں آرہا؟"

"کیونکہ یہ پرائیویٹ ولا ہے، یہاں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔" وہ سامان گاڑی سے اتارتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے؟ میں یہاں اکیلی کیسے رہوں گی؟" وہ حیرت سے اسے دیکھتے بولی۔

"تم اکیلی تو نہیں ہو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔" وہ کہہ کر سیڑھیاں چڑھ کر اندر چلا گیا۔ وہ وہیں برے سے دل کے ساتھ کھڑی تھی۔ اب وہ رحمی کو کیسے بتاتی کہ یہی تو اصل مسئلہ ہے، وہ دو انجان مردوں کے ساتھ اس ولا میں اکیلی کیسے رہے گی؟ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ اب وہ یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی تھی۔ وہ بھی اپنا بیگ پکڑے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

ولا اندر سے کسی ڈریم ہاوس کی طرح تھا۔اندر داخل ہوتے ہی لونگ روم تھا جس میں اوپن کچن بنا تھا۔لونگ روم کی دائیں جانب بڑی بڑی چھت تک جاتی ٹرانسپیرنٹ کھڑکیاں تھی جن سے باہر پول دکھتا تھا۔رحمی نے اسے بتایا کہ وہ اور باس نیچے رہیں گے جبکہ زخرف کا کمرہ دوسرے فلور پر ہے۔

وہ سامان لیے اوپر آ گئی۔اس کا کمرہ بھی بے حد خوبصورت تھا۔ایک جانب دروازہ باہر بالکونی میں کھلتا تھا۔بالکونی میں کھڑے ہو تو نیچے پول صاف دکھتا تھا،دور سمندر تھا لیکن ولے کے کھجور کے درختوں نے سمندر کے ویو کو روک رکھا تھا۔

اس نے گوگل میپ پر چیک کیا تو وہاں قریب ہی ایک کنوینئینس سٹور تھا۔ہو سکتا ہے وہاں سے کوئی canned food ہی مل جائے جو حلال ہو،زخرف نے سوچا۔وہ اپنا کراس باڈی بیگ پہن کر رحمی کو بتا کر باہر نکل آئی۔جزیرے پر موسم بے حد خوبصورت تھا۔سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔جب وہ اپنے ولا کے احاطے سے نکلی تو وہاں قطار میں بہت سے ولاز

تھے۔ لیکن کوئی انسان نظر نا آتا تھا۔ دور ایک سڑک پر اسے آخر کار ایک بچہ نظر آیا۔ وہ سائیکل چلا رہا تھا۔ وہ اس بچے کے قریب گئی اور اس سے کہا کہ کیا وہ کچھ دیر کے لیے اسے اپنی سائیکل دے سکتا ہے؟ بچے کو اس کی انگریزی کی سمجھ نہیں آئی لیکن وہ اس کے اشارے سے سمجھ گیا تھا۔ اس نے سر ہلا کر سائیکل سے اتر کر سائیکل اس کے حوالے کر دی۔ زخرف سائیکل پر بیٹھی، کچھ دیر خاموشی سے بچے کو دیکھتی رہی پھر معصوم سی شکل بنا کر اس کی ہیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ بچے نے چڑ کر اپنی زبان میں نا جانے کیا بولا اور اپنی ہیٹ اتار کر بھی اس کو پکڑا دی۔ وہ ہیٹ پہن پوری سپیڈ سے سائیکل چلانے لگی۔ جزیرے کی ٹھنڈی ہوا اس کے کالے بالوں کو اڑا رہی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی سائیکل چلا رہی تھی۔ بچہ اس کے ساتھ بھاگتا نا جانے اونچی اونچی کیا بولتا جا رہا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ کھول کر سائیکل چلانے لگی۔ بچہ ایک دم اونچی آواز میں چلایا تو وہ فورا رکی۔ بچے نے غصے سے ہاتھ آگے کیا۔ زخرف نے منہ بسور کر اسکی ہیٹ اسے پکڑائی اور سائیکل سے اتر گئی۔ بچہ فورا اپنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیٹ پہن کر سائیکل بھگا لے گیا۔ زخرف نے منہ بسور کر بچے کو جاتے دیکھا۔ وہ پھر سے میپ کو فولو کرنے لگی۔ جب وہ سٹور پہنچی تو اسے پھر سے افسوس ہوا۔ وہ جو بھی سنیک پکڑتی اسے حلال کا ٹیگ نا ملتا۔ بہت ڈھونڈنے پر اسے کچھ نوڈلز اور پرنگلز ملے۔ اس نے ڈھیر سارے خرید لیے۔ قریب ہی ایک بک سٹور تھا۔ وہ پرنگلز کھاتی ہوئی وہاں چلی آئی۔ وہاں سے اس نے ایک کورین کتاب کا انگریزی ترجمہ خریدا اور واپس آ گئی۔

نیچے ولا کے اوپن کچن میں نوڈلز بنا کر وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ نوڈلز کھاتے ہوئے اس نے اپنی آج کی پریزینٹیشن کو آخری ٹچز دیے۔ سب کام ختم کر کے وہ بالکونی میں آ گئی۔ میٹنگ چار بجے تھی اور ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ وہاں کھڑے اس کی نظر نیچے پول میں پڑی۔ نعمان یلغاری آدھے لباس میں ملبوس سوئمنگ کر رہا تھا۔ اسی لمحے اس نے اوپر دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں۔ زخرف فوراً سے وہاں سے ہٹ کر کمرے میں آ گئی۔ اس منظر نے اسے ایک دم بے چین کر دیا تھا۔ وہ بے

چینی میں کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگاتی چار بجنے کا انتظار کرنے لگی۔ایک نا معلوم سا خوف اس کے دل پر کسی کالے بادل کی طرح چھا رہا تھا اور وہ خوف اس خوبصورت جزیرے پر حاوی ہونے لگا تھا۔

میٹنگ کا وینیو بیچ تھا۔وہاں آ کر زخرف نے سکون کا سانس لیا کیونکہ وہاں اکا دکا لوگ گھوم پھر رہے تھے۔البتہ پھر بھی جس جگہ وہ موجود تھے، ساحل کا وہ حصہ لوگوں سے قدرے پاک تھا۔دور سیاحوں کا جھنڈ نظر آ رہا تھا۔کچھ دیر بعد سیاح سکائی ڈائیونگ کرتے بھی دکھ جاتے۔

ان کی میٹنگ بہت اچھی رہی۔رحمی کے مطابق وہاں ان کے لیے ایک شاندار ڈنر کا انتظام تھا اور ڈنر کے بعد وہ واپسی کے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔ڈنر بھی وہیں ساحل سمندر پر سرو کیا گیا۔کھانے کی لگائی گئی میز پر اتنی ڈشز تھیں کہ انہیں گننے میں زخرف کو وقت لگا۔لیکن اتنے زیادہ کھانے ہونے کا بھی اس کو کوئی فائدہ نا تھا کیونکہ ہر جگہ سی فوڈ ہی نظر آتا تھا۔وہ حسرت سے ٹیبل پر پھیلے ان کھانوں کو دیکھ

رہی تھی۔ رحمی نے چپ چاپ ایک سبزیوں کے سوپ کا پیالہ اس کی طرف کھسکا دیا۔

....

تقریبا رات آٹھ بجے وہ بینکاک کے اکارا ہوٹل پہنچے۔ زخرف اتنا تھک چکی تھی کہ وہ آتے ہی بستر پر ڈھیر ہو گئی۔ وہ میٹھی نیند سوئی تھی جب اسکا دروازہ زور سے بجا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور وقت دیکھا۔ رات کے گیارہ بجے تھے۔ وہ اپنے کالے بالوں کو کیچر میں سمیٹتی اٹھی اور دروازہ کھولا۔ سامنے رحمی ملگجے سے لباس میں کھڑا تھا۔

"اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہو؟" لہجے کو سخت بنا کر بولی۔

"ابھی تو صرف گیارہ بجے ہیں۔ تم سو گئی تھی کیا؟" رحمی کا چہرہ اور لہجہ دونوں سپاٹ تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیوں، تمہیں کوئی کام ہے؟" وہ مزید اکتائے لہجے میں بولی۔ اس وقت یوں منہ اٹھا کر کسی کے کمرے میں آنا کہاں کی شرافت تھی؟

"مجھے نہیں باس کو کام ہے۔ انہوں نے تمہیں بلایا ہے۔"

"اس وقت؟"

"ابھی صرف گیارہ بجے ہیں۔ اس وقت تو ہوٹل میں دن چڑھا ہوتا ہے۔"

"پھر بھی میں صبح بات کر لوں گی۔"

"اگر انہوں نے ابھی بلایا ہے تو یقیناً کوئی ضروری کام ہی ہو گا۔" وہ بلکل بضد تھا۔ وہ کچھ دیر تیوری چڑھائے اسے دیکھتی رہی پھر اندر آئی۔ ایک ہلکا سا کارڈیگن پہنا، پیروں میں فلپ فلاپ اڑسے اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔

رحمی کے مطابق نعمان یلغاری اس سے اوپر والے فلور پر تھا۔ وہ دونوں اوپر پہنچے تو رحمی نے اس کے لیے ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر داخل ہو گئی لیکن رحمی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے پیچھے نہیں آیا۔وہ کمرہ ایک پرائیوٹ سینیما کی طرح دکھتا تھا۔کمرے میں مدھم سی مختلف رنگوں کی روشنیاں ناچ رہی تھیں۔سامنے ایک بہت بڑی سکرین لگی تھی اور بے شمار صوفہ سیٹ پڑے تھے۔اسے ادھر ادھر کوئی نظر نا آیا۔

"سر؟" وہ اونچا سا بولی۔وہاں اے سی فل سپیڈ پر چل رہا تھا۔اسے ٹھنڈ سی محسوس ہونے لگی۔

"مس زخرف، میں یہاں ہوں۔" آواز ایک کونے سے آئی تھی۔زخرف نے چند قدم اس جانب بڑھائے تو وہ اس کی نظروں میں آیا۔وہ ایک چھوٹے سے کاونٹر کے پاس کھڑا تھا۔اس کے پیچھے کئی چھوٹی شیلفز بنی تھیں جن میں کئی شیشے کی بوتلیں سجائی گئیں تھیں۔

"آپ نے مجھے بلایا سر۔" زخرف کی نظریں اس کے ہاتھوں پر ٹک گئیں جو ایک شیشے کے گلاس پر بوتل انڈیلے اسے مایا سے بھر رہے تھے۔اس مایا کو دیکھتے زخرف

کے اندر برف کی ایک کاش جمنے لگی۔اس کے ہاتھ ایک گلاس کو آدھا بھرنے کے بعد اب دوسرے گلاس میں وہ مایا انڈیل رہے تھے۔

"ہاں آو بیٹھو۔" نعمان یلغاری کی آواز بھی معمول سے مختلف تھی۔

"ہم صبح بات کرلیں گے سر، ابھی وقت مناسب نہیں ہے۔" وہ جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔وہ دونوں گلاس پکڑ کر اس کی جانب بڑھا۔

"کم آن زخرف، تم اتنی بورنگ زندگی گزارتے تھکتی نہیں ہو۔میں ایک بہت پروفیشنل انسان ہوں۔جب میں اپنے کام پر ہوتا ہوں تو میرا فوکس صرف میرا کام ہوتا ہے۔لیکن ہر وقت انسان کو کسی مشین کی طرح کام نہیں کرنا چاہیے۔کبھی خود کو ریوارڈ بھی دینا چاہیے، اس ساری محنت کا جو ہم روزانہ کرتے ہیں۔" وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"کبھی کبھار انسان کو اپنے لیے جینا چاہیے۔اور اس وقت اسے خود کے علاوہ ساری دنیا بھلا دینی چاہیے۔تم اس بینکاک کی رات کو کبھی نہیں بھولوں گی۔"اپنی گلابی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے ایک گلاس اس کی جانب بڑھایا۔

"یہاں کوئی نہیں ہے جو تمہیں جج کرے۔کم آن ٹیک اٹ۔"جب اس نے گلاس کو نہیں تھاما تو وہ مزید بولا۔زخرف اسی گلاس کو دیکھ رہی تھی۔اس کے اندر جمی برف کی کاش اب پگھلنے لگی تھی۔اسی لمحے ایک جوالا مکھی نے اس کے اندر جنم لیا۔اس جوالا مکھی سے پھٹ کر نکلنے والے لاوا نے ایک لمحے میں اس برف سے بنے پانی کو بھاپ میں اڑا دیا۔زخرف نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے گلاس تھاما اور زور سے زمین پر پٹخا۔

"یہ کیا حرکت تھی۔"نعمان یلغاری ایک دم چلایا۔

"تم ایک نہایت گھٹیا انسان ہو۔"اس کا دل خوف سے بھر رہا تھا لیکن اس نے اس خوف کو چہرے پر نا آنے دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خود کو سمجھتی کیا ہو تم؟" وہ اپنا گلاس ایک جانب رکھ کر غصے سے پاگل ہوتا اس کی جانب بڑھا۔

"میرے قریب مت آو ورنہ میں تمہارا برا حشر کر دوں گی۔" اب کے اس کی آواز خوف سے ڈگمگائی تھی۔

"کیا کرو گی تم، ہاں؟ میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا ہے جو تم اس طرح بیہیو کر رہی ہو۔ ایک پرائے ملک میں اکیلی میرے ساتھ آ سکتی ہو اور میرے ساتھ بیٹھ کر ایک ڈرنک نہیں پی سکتی؟" زخرف پیچھے ہٹتی دیوار سے جا لگی۔ اس کے اور نعمان یلغاری کے بیچ بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ اس نے نظر گھمائی، آس پاس ایسی کوئی شے نا تھی جس سے وہ اپنا دفاع کر سکتی۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا، زخرف نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا۔ وہ ہائی تھا، ایک دم ڈگمگا کر پیچھے کو ہٹا۔ زخرف اسی لمحے دوڑی اور پاس پڑے میز پر اس کا رکھا گلاس اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے اس نے مڑ کر وہ گلاس پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا۔ وہ بلبلاتا ہوا نیچے بیٹھا۔ شراب کے بہت

سے قطرے اڑ کر زخرف کے کپڑوں پر بھی گر گئے تھے۔وہ دروازے کی جانب دوڑی۔دروازہ کھول کر وہ باہر آئی تو رحمی کہیں نہیں تھا۔کاریڈور میں صرف ایک ویٹر اس دروازے سے چند فاصلوں کے قدم پر دوسری جانب منہ کیے کھڑا تھا۔وہ فورا لفٹ کی جانب دوڑی۔

اس کے وہاں سے جاتے ہی ویٹر اس جانب مڑا۔اپنا فون جیب سے نکالا،ایک میسیج ٹائپ کیا اور فون جیب میں ڈال کر راہداری کی دوسری جانب بڑھ گیا۔

اپنے کمرے میں آکر زخرف نے دروازہ لاک کر لیا۔اسکا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینا توڑ کر باہر آجائے۔آگے بڑھ کر اس نے ساری کھڑکیوں کے لاک بھی چیک کیے۔کمرہ ہر طرف سے بند تھا۔اس کے کپڑوں اور جسم پر شراب کے قطروں کی بو اٹھ رہی تھی۔وہ واش روم میں آئی اور شاور آن کر کے اس کے نیچے کھڑی ہو گئی۔پانی اس کے کپڑوں سمیت اسے بھگانے لگا۔اس نے سر دیوار کے ساتھ ٹکا لیا۔اس کے آنسوں اور شاور سے نکلتا پانی آپس میں گڈ مڈ ہونے لگے۔

♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦

جاری ہے۔۔۔۔

www.novelsclubb.com